عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۲۳ تا ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ ستمبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۳۳

7 ستمبر یومِ ختمِ نبوّت

7 ستمبر 1974

پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ

مقاصدِ نکاح اور اس کی اہمیّت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانی کی دعوت کھانا جائز نہیں:

س:...... قادیانیوں کی دعوت کھالینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج:...... اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی' مگر کفر نہیں' جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی رکھے' اس کو سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا؟

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا:

س: ...... اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنت والجماعت رہتے ہوں' چند گھر قادیانی کے ہوں' ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا' ویسے راہ ورسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے' ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں' قیامت کے دن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

قادیانیوں سے میل جول رکھنا:

س: ...... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک اور سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے' محلہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں کی شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔ میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا' میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور کرائے کے مکان میں الگ رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کرچکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔ اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھرانہ کو مدعو نہ کریں' لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ مجھے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا؟ اس صورت حال میں جو بات صائب ہو' اس سے براہ کرم شریعت کا منشاء واضح کریں؟

ج:...... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

نماز اشراق کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

س:...... ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز کے وقت پر جھگڑا ہوتا ہے' بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں' جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج پندرہ منٹ بعد نکلتا ہے' اس لئے پورے پندرہ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے' آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے؟

ج:...... سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے' نماز مکروہ ہے' اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم وبیش ہوسکتا ہے' عام موسموں میں پندرہ' بیس منٹ میں (زردی) ختم ہوتی ہے' اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔ جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

دست شناسی اور اسلام:

س:...... اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... ان چیزوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

جلد:۳۲ ۲۳ تا ۳۰ رشوال المکرم ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ ر ستمبر ۲۰۱۳ء شمارہ:۳۳

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد رشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

الحمدللہ! چالیس سال بعد ناؤ کنارے لگی!	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء.....پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ!	۱۰	محمد متین خالد
۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء.....یوم ختم نبوت	۱۴	مولانا محمد طیب، اسلام آباد
مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات (۲)	۱۶	شیخ راحیل احمد، جرمنی
مساجد کا کردار	۱۹	انتخاب: ابوعفیرہ خان
مقاصد نکاح اور اس کی اہمیت	۲۷	ابو محمد علوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

جنت کے دروازوں کا بیان

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کا دروازہ جس سے وہ جنت میں داخل ہوگی (اتنا وسیع اور کشادہ ہے کہ) اس کی چوڑائی تیز رفتار گھڑ سوار کی تین دن (یا تین سال) کی مسافت ہے، اس کے باوجود اس قدر بھیڑ ہوگی کہ (کھوے سے) کھوا چھلتا ہوگا، اور قریب ہوگا کہ ان کے کندھے اُتر جائیں۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۸)

جنت کے دروازے کی وسعت کے بارے میں متعدد اَحادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جنت کے دو پٹوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ (رواہ احمد وابو یعلی ورجالہ وثقوا علی ضعف فیھم)

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پورا کروگے ستر اُمتوں کو، جن میں تم سب سے آخر میں ہو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز ہو، اور جنت میں دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس برس کی مسافت ہے، اور اس پر ایک دن آئے گا کہ وہ (کثرتِ اِزدحام کی وجہ سے) گھٹا ہوا ہوگا۔ (رواہ احمد ورجالہ ثقات)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت میں دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال کی مسافت ہے، اور اس پر ایک دن آئے گا کہ اس پر ایسا اِزدحام ہوگا جیسے پانچ دن کے پیاسے اُونٹ پانی پر جائیں تو ان کا پانی پر اِزدحام ہوتا ہے۔ (رواہ الطبرانی وفیہ وزیک بن ابی وزیک ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۹۷)

خالد بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان نے (جو بصرہ کے امیر تھے) ہمیں خطبہ دیا، اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: دُنیا خاتمے کا اعلان کرچکی ہے، اور تیزی سے ختم ہوتی ہوئی بھاگ رہی ہے، اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے تلچھٹ کے، جیسے برتن میں تلچھٹ رہ جاتی ہے، جس کو اس کا مالک چوستا ہے، اور تم یہاں سے ایک ایسے گھر کی طرف منتقل ہوگے جس کے لئے زوال نہیں، پس جو کچھ تمہارے پاس موجود ہے اس سے بہتر کے ساتھ وہاں منتقل ہو، کیونکہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک پتھر جہنم کے منڈیرے سے پھینکا جائے گا، وہ ستر سال تک اس میں گرتا رہے گا، لیکن اس کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا، اور اللہ کی قسم! وہ جہنم البتہ بھردی جائے گی، کیا تمہیں تعجب ہے...؟

اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ جنت کے دروازے کے دو پٹوں کا فاصلہ چالیس برس کی مسافت کا ہوگا، اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ ہجوم کی وجہ سے پٹا ہوا ہوگا، اور میں نے

شہیدِ اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات میں سے ساتواں آدمی تھا، اور ہمارے پاس درخت کے پتوں کے سوا اور کوئی خوراک نہیں تھی، یہاں تک کہ پتے کھاتے کھاتے ہماری باچھیں چھل گئیں، پھر مجھے ایک چادر پڑی مل گئی، میں نے چیر کر اس کے دو حصے کرلئے، ایک حصے کی لنگی میں نے باندھ لی، اور دُوسرے حصے کی سعد بن مالک نے، آج ان ساتوں میں ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا امیر ہے، اور میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے جی میں بڑا بنا پھروں اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں چھوٹا رہوں۔ اور دیکھو! کبھی کوئی نبوت نہیں ہوئی مگر رفتہ رفتہ اس کے آثار مٹتے گئے، اور آخرکار ملوکیت رہ گئی، اب تم کو ہمارے بعد کے اُمراء سے سابقہ پڑے گا، اور تم ان کا تجربہ کروگے۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۴۰۸)

مذکورہ بالا احادیث میں جنت کے دروازے کی مسافت چالیس برس کی ذکر کی گئی ہے، اور ترمذی کی حدیث الباب میں تیز رفتار گھوڑے کی رفتار سے تین دن یا تین برس کی مسافت ذکر کی گئی ہے۔ ترمذی کی روایت اول تو کمزور ہے، جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے، علاوہ ازیں یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہے کہ کم مقدار میں حصر مقصود نہیں، بلکہ مراد اس سے طول مسافت کا ذکر کرنا ہے اس لئے جن احادیث میں زیادہ مسافت آئی ہے، بیان کے منافی نہیں۔ ☆

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

الحمدللہ! چالیس سال بعد ناؤ کنارے لگی!

(ستمبر ۱۹۷۴ء سے ستمبر ۲۰۱۳ء تک)

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی اوباشوں نے قادیانی دھرم کے نام نہاد چوتھے گرو مرزا طاہر احمد کی قیادت میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اس کے ردعمل میں پاکستان میں تحریک چلی۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں فیصلہ کے لئے پیش کریں گے۔ جو قومی اسمبلی کے اراکین، آزادانہ، منصفانہ اور جمہوری فیصلہ کریں گے۔ وہ سب کے لئے قابل قبول ہوگا۔ یہ اعلان ہونے کی دیر تھی کہ قادیانی جماعت نے وزیراعظم پاکستان اور قومی اسمبلی کے جنرل سیکرٹری کو درخواست بھجوائی کہ اسمبلی میں ہمارے عقائد پر بحث ہوتا ہے تو ہمیں بھی قومی اسمبلی میں پیش ہونے کا موقع دیا جائے۔ چنانچہ وزیراعظم پاکستان نے قائد حزب اختلاف، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے مشاورت کے بعد قادیانی ولاہوری دونوں گروہوں کے سربراہوں کو ان کی درخواست پر قومی اسمبلی میں آکر موقف پیش کرنے کی اجازت دے دی۔

اس وقت قومی اسمبلی کے اسپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان تھے۔ وہ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی کے بھی چیئرمین قرار پائے۔ ان کی زیر صدارت مہینہ بھر کمیٹی کے اجلاس وقفہ وقفہ سے منعقد ہوتے رہے۔

قادیانی جماعت کے تیسرے چیف گرو مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کے لاٹ پادری صدرالدین لاہوری، مسعود بیگ لاہوری، عبدالمنان لاہوری پیش ہوئے۔ جبکہ اس وقت پاکستان کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار تھے۔ چنانچہ طے ہوا کہ تمام قومی اسمبلی کے اراکین جو خصوصی کمیٹی کے بھی اراکین قرار پائے تھے۔ وہ قادیانی، لاہوری گروپ کے قائدین سے قادیانی دھرم کے بارے میں سوالات کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ تمام سوالات اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کے ذریعہ ہوں گے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو قومی رہنما تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ قادیانی مسئلہ ایسے طور پر حل ہو کہ باہر کی دنیا کا کوئی شخص اس پر حرف گیری نہ کر سکے۔ اس لئے آپ نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی کے سپرد کیا کہ وہ آزادانہ فیصلہ کریں۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ قادیانی ولاہوری گروپ کے سربراہان اور ان پر سوال کرنے والے جناب اٹارنی جنرل قومی اسمبلی کے ارکان نہ تھے۔ انہیں قومی اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینے کا کیسے اہل قرار دیا جائے؟۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے پوری قومی اسمبلی کو ''خصوصی کمیٹی برائے بحث قادیانی ایشو'' میں بدل دیا گیا۔ قومی اسمبلی کے تمام ممبران کو اس خصوصی کمیٹی کا ممبر قرار دیا گیا۔ یوں قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں غیر ممبران قومی اسمبلی کو بھی بلانے کا راستہ نکالا گیا۔ ان دنوں قومی اسمبلی کے اجلاس پاکستان اسٹیٹ بینک اسلام آباد کی بلڈنگ میں ہوتے تھے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں ۵ اگست ۱۹۷۴ء بروز پیر صبح دس بجے قومی اسمبلی کے ہال واقع پاکستان اسٹیٹ بینک اسلام آباد میں مرزا ناصر پر جرح کا آغاز ہوا۔

۵ اگست سے لے کر ۱۰ اگست تک ۶ دن اور پھر ۲۰ اگست سے لے کر ۲۴ اگست تک ۵ دن۔ کل گیارہ دن مرزا ناصر احمد چیف قادیانی گروہ پر جرح ہوئی۔

۲۷ اگست ۲۸ اگست ۲ دن ..... صدرالدین، عبدالمنان عمر اور مرزا مسعود بیگ، لاہوری گروپ کے نمائندوں پر جرح ہوئی۔ کل تیرہ دن قادیانی ولاہوری گروپ کے نمائندوں پر جرح مکمل ہوئی۔

قادیانی گروپ کے مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں ۵ اگست سے پہلے اپنا بیان پڑھا تھا۔ قادیانی گروپ لیڈر نے قومی اسمبلی کے ہر رکن کو اس کی ایک مطبوعہ کاپی دے دی تھی۔ اس لئے تمام اراکین نے اس کا مطالعہ کر لیا۔ اسے اپنے طور پر قادیانیوں نے شائع بھی کیا۔ حکومت نے جو سرکاری رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کا آغاز ۵ اگست کی کارروائی یعنی مرزا ناصر احمد پر پہلے دن کی جرح سے کیا ہے۔

کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ملت اسلامیہ کا قادیانی فتنہ کے خلاف موقف پیش کرنا تھا۔ چنانچہ مرکزی مجلس عمل کے سربراہ شیخ الاسلام حضرت

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے راولپنڈی میں ڈیرہ جمالیا۔ پارک ہوٹل میں آپ کا قیام طے ہوا۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی لائبریری سے قادیانیت کی کتب اوراخبارات کا ایک ذخیرہ راولپنڈی منتقل کیا گیا۔ قادیانی فتنہ سے متعلق مذہبی بحث کو لکھنے کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو اور سیاسی بحث لکھنے کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو راولپنڈی بلالیا گیا۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کی مدد کے لئے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ اور حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے ذمہ حوالہ جات مہیا کرنے کا کام لگایا گیا۔ قادیانی فتنہ سے متعلق سیاسی بحث لکھنے کے لئے حوالہ جات مہیا کرنے کا کام حضرت مولانا تاج محمودؒ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے ذمہ لگایا گیا۔ دن بھر خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ، فخر قوم چوہدری ظہور الٰہی مرحوم، جناب عزت مآب پروفیسر غفور احمدؒ شریک ہوتے۔ رات کو حضرت شیخ بنوریؒ کے ہاں یہ سب حضرات یا جو فارغ ہوتے تشریف لاتے۔ البتہ حضرت مفتی صاحبؒ بہرحال ہر روز تشریف لاتے۔ دن بھر میں محضر نامہ کا جتنا حصہ تیار ہوجاتا وہ سنتے۔ حضرت شیخ بنوریؒ کے حکم پر حضرت پیر طریقت سید نفیس الحسینیؒ اپنے کاتب شاگردوں کی ٹیم کے ہمراہ راولپنڈی تشریف لائے جو حصہ محضر نامہ کا تیار ہوجاتا۔ وہ حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے سپرد کردیا جاتا۔ وہ اس کی کتابت کراتے۔ غرض اللہ رب العزت نے فضل فرمایا کہ دن رات مشین کی طرح تمام حضرات اپنا اپنا کام کرتے رہے۔ ادھر ۲۸ راگست کو لاہوری گروپ پر جرح مکمل ہوئی۔

اگلے دن ۲۹ راگست (ملت اسلامیہ کا موقف جو پہلے سے لکھا جاچکا تھا) کو حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں پڑھنا شروع کیا۔ ۲۹، ۳۰ راگست کو حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے اپنا بیان مکمل فرمایا جو ملت اسلامیہ کا موقف اور چار ضمیمہ جات پر مشتمل تھا۔ ضمیمہ نمبر۱، فیصلہ مقدمہ بہاول پور۔ ضمیمہ نمبر۲، فیصلہ مقدمہ راولپنڈی، ضمیمہ نمبر۳، فیصلہ مقدمہ جیمس آباد، ضمیمہ نمبر۴، فیصلہ مقدمہ جی ڈی کھوسلہ گورداسپور۔ یہ تمام مسودہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے دو دن میں مکمل فرمایا۔

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ایم این اے نے اپنی طرف سے علیحدہ محضر نامہ تیار کیا تھا۔ جسے حضرت مولانا عبدالحکیم ایم این اے نے ۳۰ راگست کے اجلاس کے آخری حصہ میں پڑھنے کا عمل شروع فرمایا۔ جو ۳۱ راگست کے اجلاس کے اختتام تک مکمل ہوگیا۔ ۲ رستمبر کے اجلاس میں سردار مولا بخش سومرو، شہزادہ سعید الرشید عباسی، صاحبزادہ صفی اللہ، ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری، سردار عنایت الرحمن عباسی، چوہدری جہانگیر علی، کرنل حبیب احمد، مولانا غلام غوث ہزاروی، مغل اورنگزیب، راؤ خورشید علی خان، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، میاں عطاء اللہ، بیگم نسیم جہان، پروفیسر غفور احمد، خواجہ غلام سلیمان تونسوی، سید عباس حسین گردیزی، جناب عبدالعزیز بھٹی، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، چوہدری غلام رسول تارڑ، جناب محمد افضل رندھاوا، چوہدری ممتاز احمد، غلام نبی چوہدری، ملک کرم بخش اعوان، جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ، مخدوم نور محمد ہاشمی اور دیگر ممبران نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی بحث میں حصہ لیا اور قادیانی مسئلہ پر اظہار خیال کیا۔ قادیانی و لاہوری گروپ پر جرح کے بعد قادیانی مسئلہ پر جو ان کی رائے تھی اپنے اپنے خطابات میں اس کا کھل کر اظہار کیا۔

۳ رستمبر کو جناب غلام رسول تارڑ، جناب کرم بخش اعوان، مولانا غلام غوث ہزاروی، پروفیسر غفور احمد، ڈاکٹر محمد شفیع، چوہدری جہانگیر علی، مولانا ظفر احمد انصاری، جناب حنیف خان، خواجہ جمال کوریجہ، حضرت مولانا عبدالحق، ممبران قومی اسمبلی نے بحث میں حصہ لیا۔

(۴ رستمبر کو سری لنکا کے وزیراعظم تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا۔ اس لئے آج کی کاروائی خصوصی کمیٹی کا حصہ نہ تھی۔)

۵ رستمبر کو پھر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ جناب چوہدری محمد حنیف خان، ارشاد احمد خان، ملک محمد سلیمان، جناب عبدالحمید جتوئی، ملک محمد جعفر، ڈاکٹر غلام حسین، چوہدری غلام رسول تارڑ، احمد رضا خان قصوری کے قادیانی مسئلہ پر قومی اسمبلی میں بیانات ہوئے۔ آج کے اجلاس کے آخری حصہ میں جناب یحیٰی بختیار اٹارنی جنرل نے بحث کو سمیٹنا شروع کیا۔

۶ رستمبر کو ممبران قومی اسمبلی اور جناب یحیٰی بختیار کے بیانات و بحث اختتام کو پہنچی۔

۷ رستمبر کو بھی خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں ممبران نے بحث میں حصہ لیا۔ ۵ راگست سے ۷ رستمبر تک مہینہ بھر سے زائد کے عرصہ میں اسمبلی کی اس مسئلہ پر کارکردگی کے کل ۲۱ دن ہیں۔ جس کا خلاصہ یوں ہے:

مرزا ناصر احمد پر جرح ۱۱ دن ہوئی۔

لاہوری گروپ پر جرح ۲ دن ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا بیان ۲ دن ہوا۔

حضرت مولانا عبدالحکیم کا بیان ۱ دن ہوا۔

ممبران قومی اسمبلی کے بیانات ۳ دن ہوئے۔

ممبران وحیٔ بختیار کے بیانات ۲ دن ہوئے۔ کل ۲۱ دن کی کاروائی تھی۔

۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں قادیانی، لاہوری مرزا قادیانی کے ماننے والے دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس زمانہ میں قومی اسمبلی کی یہ تمام تر کاروائی آڈیو ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کی گئی۔ خصوصی کمیٹی کی اس تمام کاروائی کو ٹاپ سیکرٹ (انتہائی خفیہ) قرار دے کر سربمہر کر دیا گیا۔ البتہ اسمبلی کے قواعد وضوابط کے مطابق تمام آڈیو کیسٹوں سے اسے کاغذ پر اسمبلی کے عملہ نے منتقل کیا۔ اس خصوصی کمیٹی کی کاروائی کو انتہائی خفیہ کاروائی قرار دے کر اس کی اشاعت کو ممنوع اس لئے قرار دیا گیا کہ قادیانی گروہ نہیں چاہتا تھا کہ ہمارا کچا چٹھا قادیانی عوام کے سامنے آئے کہ کس طرح دن رات ہر اجلاس میں کئی بار قادیانی قیادت نے اپنے عقائد ونظریات سے انحراف کیا۔ سیاہ دلی کے ساتھ سفید جھوٹ بولے۔ قادیانی شاطر قیادت نے دن رات جھوٹ بول کر اپنے عوام کے سامنے میاں مٹھو بنے کہ اگر اسمبلی کی وہ کاروائی چھپ جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے۔ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کا یہ بیان تاریخ کا حصہ ہے۔

ان دنوں جس ٹیم نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کے لئے محنت کی۔ فقیر راقم کو بھی ان کی جوتیوں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ تب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکین اسمبلی دن بھر کی کاروائی سنانے کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے پاس راولپنڈی پارک ہوٹل تشریف لاتے۔ ان کی تمام گفتگو، قادیانیوں سے سوالات وجوابات کو تفصیل کے ساتھ فقیر نے کاپی پر نوٹ کیا۔ اسمبلی میں بھی رپورٹنگ کے لئے ساتھی موجود ہوتے تھے۔ جو ہنڈس لیتے رہتے تھے۔ وہ تمام کاروائی بھی فقیر نے قلمبند کی۔ کچھ مواد ممبران سے بھی مل گیا۔ اس طرح ''تاریخی قومی دستاویز'' کتاب تیار ہوگئی۔ اس دوران میں اللہ رب العزت کے کرم کا معاملہ ہوا کہ جوہانسبرگ میں لاہوری گروپ کی طرف سے ایک کیس دائر ہوا۔ جوہانسبرگ افریقہ کے مسلمانوں نے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے اس کیس کی پیروی کے لئے مدد مانگی۔ رابطہ نے پاکستان کے اس وقت کے صدر جناب ضیاء الحق سے اس کیس کی پیروی کے لئے درخواست کی۔ پاکستان سے بھاری بھرکم سرکاری وفد افریقہ کے لئے گیا۔ اس میں پاکستان کے لاء سیکرٹری جناب جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ صاحب بھی تھے۔ چنانچہ چیمہ صاحب کے ذریعہ وفد کو پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی وہ کاروائی جو آڈیو سے رجسٹروں پر منتقل کی گئی تھی۔ اس کی کاپی صدر مملکت کے حکم پر فراہم کی گئی۔ اس وفد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنمایان حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، جناب عبدالرحمٰن باوا، مولانا منظور احمد الحسینیؒ اور بہت سارے حضرات شریک تھے۔ چنانچہ اس خصوصی کمیٹی کی انتہائی خفیہ کاروائی کی کاپی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان رہنماؤں کو بھی میسر آ گئی۔ اس تمام مواد سے مخص کتاب فقیر نے مرتب کی تھی۔ وہ بلا مبالغہ پچاس ساٹھ ہزار کے قریب چھپ کر دنیا میں تقسیم ہوئی۔ انگلش، بنگلہ وغیرہ زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔

قادیانی جب اسمبلی کی کاروائی کا تذکرہ کرتے تو اس کا خلاصہ یا مفہوم (تاریخی قومی دستاویز) جو بھی آپ فرمائیں ان کے سامنے کیا جاتا تو وہ دم بخود ہو جاتے۔ قادیانی قیادت اس صورت حال سے بہت پریشان ہوئی۔ ''قومی تاریخ دستاویز'' پونے چار سو صفحات کی کتاب کی اہمیت کم کرنے کے لئے قادیانی قیادت نے مستقل جھوٹ گھڑنے والی پارٹی کا اجلاس کیا اور ایک مضمون تیار کر کے انٹرنیٹ پر رکھ دیا کہ یہ کتاب غلط بیانی پر مشتمل ہے۔ ہم ان سے کہتے رہے کہ یہ غلط ہے تو جو صحیح ہے وہ آپ لائیں۔ لیکن جھوٹ بولنا اور جھوٹ کی پردہ داری پر سانپ سونگھ جانا۔ یہ قادیانی قیادت کے حصہ میں لکھا ہے۔ غرض اس پر سالہا سال بیت گئے۔

ایک بار محترمہ بینظیر بھٹو کے عہد حکومت میں قومی اسمبلی کے ریکارڈ روم میں آگ بھڑک اٹھی۔ جو ریکارڈ جل گیا ان میں وہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا آڈیو ریکارڈ بھی تھا۔ اس سے تشویش ہوئی کہ قادیانی اس ریکارڈ کو ضائع کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن اطمینان تھا کہ وڈیو سے وہ کاغذوں پر منتقل شدہ حصہ ریکارڈ محفوظ تھا۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل ایک دن خبر آئی کہ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان نے اس کاروائی کو اوپن کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور وہ کاروائی قومی اسمبلی سیکرٹریٹ شائع کر رہا ہے۔ اس اقدام کا ملک بھر میں خیر مقدم کیا گیا۔ ان پر خوشی کے جذبات پر مشتمل مضامین ہم نے شائع کئے۔

لیکن زخمی سانپ کی طرح قادیانی قیادت بلوں میں تڑپتی رہی۔ انہوں نے چپ کا روزہ نہ توڑا۔ محترمہ فہمیدہ مرزا کے بیان پر بھی چھ ماہ بیت گئے۔ اسمبلی کی کاروائی نہ چھپی تو پھر قادیانیوں نے کہنا شروع کیا کہ وہ کیوں نہیں چھاپتے۔ وہ اعلان کا کیا بنا؟ ہمیں اس پر شبہ ہوا کہ شاید پھر قادیانیوں نے اس پر پابندی نہ لگوا دی ہو۔ آج سے چند ماہ قبل بزنس ریکارڈر اسلام آباد میں بٹ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا کہ وہ کاروائی چھپ گئی ہے۔ اس کی بابت تسلی تو ضرور ہوئی۔ لیکن ابھی واہمہ کا شکار تھے کہ اب

۲۰ رجنوری ۲۰۱۲ء کے روزنامہ جنگ میں خبر شائع ہوئی ہے جسے پڑھ کر ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ خوشی سے وجد کرنے لگا۔ آپ بھی خبر پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ لیجئے باقی باتیں پھر۔ ابھی تو آپ خبر پڑھیں جو یہ ہے:

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا خفیہ پارلیمانی ریکارڈ اوپن کر دیا گیا۔

''اسلام آباد (طاہر خلیل) قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا خفیہ پارلیمانی ریکارڈ اوپن کر دیا گیا۔ اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے ۳۸ سال بعد قادیانی آئینی ترمیم کا خفیہ ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو دور میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی نے دوسری آئینی ترمیم کی منظوری دی تھی۔ اس مقصد کے لئے پورے ایوان کو قائمہ کمیٹی قرار دے کر اس کے خفیہ اجلاس منعقد کئے گئے۔ چار خفیہ اجلاس میں جماعت احمدیہ کے اس وقت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے دلائل دیئے تھے جس پر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے تفصیلی جرح کی۔ چونکہ ساری کاروائی خفیہ تھی۔ اس لئے تحریری ریکارڈ پارلیمنٹ ہاؤس میں سربمہر رکھا گیا۔ ذرائع نے کہا کہ آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت کوئی بھی دستاویز ۳۰ سال تک خفیہ رہ سکتی ہے۔ تیس سال کے بعد اسے اوپن کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ۳۸ سال کے بعد موجودہ اسپیکر نے خفیہ قادیانی ترمیمی بل کا سارا ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی۔

ذرائع نے یہ بھی انکشاف کیا کہ قادیانی آئینی بل کا خفیہ آڈیو ریکارڈ بینظیر دور ۱۹۹۳ء میں جل گیا تھا۔ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے خفیہ ریکارڈ کی تیاری اور طباعت پر قومی اسمبلی کو ۴۶ لاکھ روپے خرچ کرنا پڑے ہیں اور سارا ریکارڈ اوپن کر کے جمعرات کو پارلیمنٹ ہاؤس کی لائبریری میں رکھ دیا گیا ہے۔ جہاں ارکان اس سے استفادہ کر سکیں گے۔ علاوہ ازیں سینٹ کے اپوزیشن لیڈر مولانا عبدالغفور حیدری نے بھی قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا پارلیمانی ریکارڈ حاصل کرنے کے لئے قومی اسمبلی سیکرٹریٹ سے باضابطہ رابطہ کر لیا ہے۔''

اس خبر اور بٹ صاحب کے مضمون کے بعد سے ہم مسکین اس کی تلاش میں فکرمند ہوئے۔ حضرت مولانا محمد خان شیرانی صاحب چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان سے دفتر ختم نبوت ملتان میں مستقل ایک میٹنگ کی۔ گزشتہ سال ۱۴۳۲ھ کے حج سے پہلے سکھر میں حضرت مولانا عبدالغفور حیدری سے میٹنگ ہوئی۔ حج کے بعد دوبارہ رابطہ ہوا۔ کئی سفر کئے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری نذیر احمد لاہور سے اسلام آباد آتی بار آئے، گئے کہ شاید ڈائیو والے بھی پریشان ہو گئے ہوں گے۔ لیکن کام نہ ہوا۔ مولانا قاضی ہارون الرشید، مولانا قاری احسان اللہ، مولانا مفتی محمد اویس عزیز، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد اکرم طوفانی، پتہ نہیں جنون کی حالت میں کس کس کی منتیں کیں۔ بخدا! اس آفیشل اور مکمل کاروائی کو حاصل کرنے کے لئے اتنا جنون تھا کہ بس نہ پوچھئے کہ غم عاشقی میں کہاں کہاں سے گزر گیا۔

روبرو، کوبکو، دربدر اور سربسر۔ کہاں کہاں پر کوشش کی؟۔ یہ بے قراری کی حالت میں مخلصانہ محنت کی کیفیات تو اللہ رب العزت جانتے ہیں۔ جب بیل منڈھے چڑھتی نظر نہ آئی تو حضرت صاحبزادہ سعید احمد صاحب کے گھر لاہور میں مخدوم گرامی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم سے میٹنگ کرنے کے لئے ملتان سے سفر کر کے لاہور گیا۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، صاحبزادہ سعید احمد، ڈاکٹر قاری عتیق الرحمن، سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے ہمراہ پون گھنٹہ حضرت مولانا فضل الرحمن سے میٹنگ ہوئی۔ قائد جمعیت نے فرمایا کہ رکاوٹ کیا ہے؟۔ عرض کیا کہ حضرت حیدری صاحب مدظلہ کئی ملاقاتیں کر چکے ہیں۔ اسپیکر فہمیدہ صاحبہ نہیں مان رہی۔ کاروائی چھپ گئی ہے۔ کئی اس کے سیٹ تیار ہو کر اسمبلی، ڈپٹی اسپیکر کے دفتر کے ساتھ والے کمرہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن تقسیم کے لئے محترمہ آمادہ نہیں۔ اس پر چھیالیس لاکھ ہماری غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق گورنمنٹ کا طباعت پر خرچہ آیا ہے۔ لیکن محترمہ تقسیم پر راضی نہیں۔ مخدوم محترم قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے فرمایا کہ آپ کے خیال میں اس کے نہ دینے کا باعث کیا ہے؟۔ فقیر نے عرض کیا کہ حکومت کی دون ہمتی یا قادیانی لابی نے باہر سے زور ڈلوایا ہے کہ تقسیم نہ ہو یا حکومت کا واہمہ کہ کوئی قضیہ نہ کھڑا ہو جائے۔ لیکن ہمارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ چاہے خود قادیانی رکاوٹ ہوں۔ لیکن وہ میاں مٹھو بن جائیں گے کہ باہر کیوں نہیں لاتے؟۔ تو اس کا تقاضہ ہے کہ یہ ملنی چاہئے۔ یہ بھی اندیشہ ہے کہ...... !اس پر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم نے روک دیا۔ فرمایا چھوڑ دیجئے۔ میں سمجھ گیا۔ کوشش کرتے ہیں۔ وقت لگے گا نکلوانے میں۔ لیکن مل جائے گی۔ اس پر بھی کافی عرصہ بیت گیا۔ تو مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کے ذریعہ بارہا حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم کو یاددہانی کرائی۔ لیکن حضرت مولانا کا خیال مبارک تھا کہ ایک دفعہ کہوں گا اور ایسے طور پر کہ وہ انکار نہ کر سکیں۔ حضرت مولانا کا موقف سو فیصد صحیح تھا۔ لیکن ہماری بے قراری کو کاروائی حاصل کئے بغیر کیسے قرار آئے گا؟ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم کے اس مسئلہ پر اتنے کان کھائے کہ ان کو اس کا نام سنتے ہی الرجی ہو جاتی۔

قارئین جانے دیں۔ ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوتا ہے کہ برادرزادہ مولانا سہیل باوا کا لندن سے فون آیا کہ لندن کی ایک ویب سائیڈ پر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی برائے قادیانی مسئلہ کی سرکاری آفیشل مکمل کاروائی آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ان سے عرض کیا کہ اس کی سی ڈی بنوائیں۔ ابھی فقیر یہ خبر چھپائے ہوئے تھا کہ برادر جناب محمد متین خالد صاحب نے فرمایا کہ ویب سائیڈ پر کاروائی بندہ نے مکمل دیکھ لی ہے۔ مبارک ہو۔ اب سوچوں کہ یا اللہ یہ کیسے ملے گی؟۔ کچھ دیر کے بعد جناب مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا کراچی سے فون آیا کہ قومی اسمبلی کی کاروائی ویب سائیڈ پر آگئی ہے۔ آپ کے علم میں ہے؟۔ فقیر نے عرض کیا سنا تو ہے۔ لیکن جب تک دیکھ نہ پائیں آنکھیں کیسے ٹھنڈی ہوں؟۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ برادر نبیل صاحب اور جناب سید انوار الحسن صاحب نے اس کا پرنٹ نکالنا شروع کر دیا ہے۔ فقیر اب ان دونوں سے ڈائریکٹ ہوگیا۔ ”کاغذ اچھا لگائیں۔ کوئی صفحہ رہ نہ جائے۔“

لیجئے! خلاصہ یہ کہ مکمل کاروائی انٹرنیٹ لندن کی ویب سائیڈ سے مل گئی۔ کل ۲۱ روزوں کی کاروائی کے ۲۱ حصص اور ۳۰۸۳ صفحات تھے۔

مطبوعہ کاروائی کی کاپی ۲۰۱۲ء عید قربان سے چند دن قبل فقیر کو انٹرنیٹ سے ملی۔ پہلے مرحلہ میں مکمل کاروائی کو علیحدہ علیحدہ جلد کرایا۔ اکیس دنوں کی کاروائی اکیس جلدوں میں جلد ہوئی۔ پھر دوبارہ ہر جلد کا دوسرا فوٹو کرایا اور اس پر کام کا آغاز کیا۔

جدید ایڈیشن:

ابتداء میں یہی خیال تھا کہ اس کا مکمل عکس لے کر شائع کر دیا جائے۔ چونکہ انٹرنیٹ پر ایک چیز پہلے سے موجود ہے۔ حکومت نے شائع کی مگر تقسیم نہیں کر رہی۔ قادیانیوں نے اسے شائع نہیں کرنا، اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ اسے شائع کریں۔ لیکن اس کو چونکہ انٹرنیٹ سے لیا تھا جس نے انٹرنیٹ پر اس کو لوڈ کیا۔ اس نے بھی اسکین کر کے چڑھایا اور ہم نے اس کا پرنٹ لیا۔ پرنٹ میں تمام تر احتیاط کے باوجود نقل در نقل ہے یہ مصلحہ کاپی ایسے نہ تھی جو شائع ہو سکے۔ اب شائع بھی کرنا چاہتے ہیں۔ کمپوزنگ موجود نہیں جو شائع شدہ ہے۔ دوبارہ شائع کرنے سے زرلٹ صحیح نہ آئے گا۔ مجبوراً فیصلہ کیا کہ اس کو دوبارہ کمپوز کرایا جائے۔

۲...... خیال ہوا کہ جب کمپوزنگ دوبارہ کرانا ہے تو جتنا انگریزی کا حصہ ہے اس کا ترجمہ بھی ہو جائے تاکہ اردو پڑھا لکھا تمام طبقہ اس کے ایک ایک حرف سے فائدہ حاصل کر سکے۔ جو کارروائی کی قلمی کاپی جو ہانسرگ کیس کے سلسلہ میں ملی تھی اس کاپی میں انگلش کا اردو ترجمہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے راولپنڈی کے جناب کے ایم سلیم سے اس زمانہ میں کرایا تھا۔ اب جو مطبوعہ سرکاری پرنٹ شدہ کاپی کا عکس انٹرنیٹ سے ملا۔ اس قلمی نسخہ کا ترجمہ اس پرنٹ شدہ نسخہ پر نقل کیا گیا۔ لائبریری میں فقیر کے معاون مولانا محمد صفدر نے بہت مدد کی۔ آج اس موقع پر مجھے حضرت مولانا اجمل شہید جو کراچی میں مجلس کے مبلغ تھے اور شہادت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے وہ بہت یاد آ رہے ہیں اور ان کی جدائی کے صدمہ نے پھر زخم کو ہرا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں کہ قلمی نسخہ کے کے ایم سلیم کے ترجمہ کو مطبوعہ سرکاری رپورٹ کے صفحات پر منتقل کیا اور اس کے لئے مرحوم نے بلا مبالغہ دن رات ایک کر دیئے۔ بہت ہی کام کے آدمی تھی۔ آج ان کے کام کو دیکھتا ہوں تو وجدان میں یادوں کی ٹیس بے قرار کر دیتی ہے۔ جب تک یہ کتاب دنیا میں رہے گی مرحوم کو ثواب ملتا رہے گا۔ مرحوم کے لئے یہ کتاب صدقہ جاریہ ہے۔ مولانا محمد صفدر، مولانا محمد اجمل دونوں انگریزی سے بقدر ضرورت شناسائی رکھتے تھے۔ جہاں ضرورت پیش آتی مزید رہنمائی عزیز مکرم مولانا حافظ محمد انس سے لیتے تھے۔ اب جونہی ترجمہ کی نقل کا کام مکمل ہو جاتا وہ حصہ فقیر کے سپرد کر دیتے۔ فقیر ان کے حوالہ جات پر کام کرنا شروع کر دیتا۔ جن جلدوں پر کام مکمل ہو جاتا وہ کمپوزنگ کے لئے دے دی جاتیں۔ کچھ جلدیں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی کو بھجوائی گئیں کہ وہ انگلش کی پروف ریڈنگ، ترجمہ کی چیکنگ اور سرخیاں لگا دیں۔ آپ نے یہ کام جناب مکرم اطہر عظیم صاحب کو دیا۔ انہوں نے شروع کیا۔ جتنا کیا خوب کیا۔ لیکن ان کی دفتری اپنی مصروفیات کراچی کے حالات کا مدوجزر، پھر اچانک ان کی صحت بگڑ گئی۔ ادھر فقیر کی بے قراری جو کام جتنا جس حالت میں تھا منگوا لیا۔ اردو کے پروف خود پڑھے۔ انگریزی کے پروف پڑھنے کے لئے عزیز مکرم مولانا محمد انس نے سرتوڑ کوشش کی۔ مولانا محمد صفدر ان کے ساتھ رہے وہ مرحلہ مکمل ہوا۔

۳...... ملتان میں کمپوزنگ جناب برادر عدنان سنپال نے کی ان کی معاونت مخدوم زادہ حافظ یوسف ہارون نے کی۔ کچھ کام حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کراچی سے کرایا۔ بہت سی فائلیں ملتان و کراچی کی کمپوز شدہ ان کی پروف ریڈنگ اور سرخیاں قائم کرنے کا کام مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے سرانجام دیا اور بہت محنت فرمائی۔ اس کراچی کے کام کے انگلش حصہ کی پروف ریڈنگ عزیز مکرم مولانا حافظ محمد انس نے کی۔ غلطیاں جناب برادر عدنان نے لگائیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

پارلیمنٹ کا تاریخ ساز فیصلہ!

محمد متین خالد

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ؐ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختم نبوت'' کہلاتا ہے۔ ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سی بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی و تحریف کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ منکرین ختم نبوت اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب، کج فہمی کو دلیل، بکاین کو انگور، زہر کو امرت، ظلمت کو اُجالا اور پیتل کو زر خالص تسلیم کروانے پر مصر رہے مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذرا سی بھی تبدیلی، تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا۔ بلکہ ہر قسم کے مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل و جان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرین ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ منکرین ختم نبوت تا مک وائن کی بدمستی میں ختم نبوت کا چراغ پھونکوں سے بجھانے کی ناپاک سازشیں کرتے رہے مگر نور ایمان کے حامل مجاہدین ختم نبوت نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ناقابل فراموش سرفروشی اور جاںنثاری کے ایسے ایمان پرور مناظر پیش کیے جس سے نہ صرف حق کا سربلند ہوا بلکہ منکرین ختم نبوت کو ان کے مکروہ عزائم سمیت ملیامیٹ کر دیا۔

موجودہ دور میں منکرین ختم نبوت کا گروہ فتنہ قادیانیت کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس فتنہ کا بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزوں کے اشارے پر قادیان (گورداسپور، بھارت) میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں اپنی بھونڈی تاویلات اور تحریفات کے ذریعے امت محمدیہ کے مستحکم قلعہ میں شگاف ڈالنے اور ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک سازشیں کیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلامی کی توہین بھی شروع کر دی۔ اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے خلاف قادیانیوں کی گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو اکٹھا کیا جائے تو کئی دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے شان رسالت میں کی جانے والی بعض گستاخیاں ایسی ہیں جنھیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا اور آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ ربوہ کے قادیانی قبرستان میں ہر قبر پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مردہ اور اس کی ہڈیاں یہاں امانتاً دفن ہیں' حالات سازگار ہونے پر اکھنڈ بھارت کے قیام اور پاکستان کے انہدام کے بعد انھیں قادیان (بھارت) منتقل کیا جائے گا...... (نعوذ باللہ) جہاں علی الاعلان آنجہانی مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' کہہ کر پیش کیا جاتا ہے...... تحریف شدہ قرآن مجید شائع کر کے پوری دنیا میں پھیلائے جاتے ہیں...... مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کو ''ام المومنین'' کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)...... ربوہ...... جہاں کوئی غیر قادیانی (مسلمان) حتیٰ کہ صدر مملکت بھی مطلق العنان ''خلیفہ'' کی اجازت حاصل کیے بغیر داخل نہ ہو سکتا تھا...... جہاں ''ریاست اندر ریاست'' قائم تھی' جس کا اپنا ایک سیاسی نظام ہے' جن کے اپنے اسٹام پیپرز' بینک' دارالقضاۃ (عدالتیں)' کیلنڈر (مہینوں کے نام وغیرہ) ہیں۔ جہاں خلافت کے نام پر ایک آمرانہ نظام وضع کیا گیا ہے' جس کی چیرہ دستیوں سے حق کا متلاشی کوئی قادیانی محفوظ نہ ہے...... ''مربیان'' کی اکثریت پیٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے ذلت اور خواری پر مجبور ہے' جہاں مذہب کے نام پر تجارت ہوتی ہے...... جہاں جنت اور دوزخ کے نام پر لوگوں کو بے

وقف بنایا جاتا ہے' ربوہ جسے ''ویٹیکن سٹی'' بنانے کی ناکام کوشش کی گئی، جہاں سے ان کا اپنے مرکز حیفہ (اسرائیل) سے براہ راست رابطہ برقرار رہتا ہے' جہاں ریٹائرڈ قادیانی فوجی افسروں پر مشتمل ''فرقان فورس'' اور ''خدام الاحمدیہ'' ایسی تربیت یافتہ تنظیمیں پاکستان دشمن طاقتوں کے ایماء پر ملکی امن و امان غارت کرنے کے لیے ہروقت تخریبی سازشوں کے جال بنتی رہتی ہیں...... جہاں خلیفہ سے معمولی اختلاف کرنے والے ''گستاخ'' کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے' جہاں 1967ء میں سقوط بیت المقدس' 1971ء میں سقوط ڈھاکہ' 1974ء میں شاہ فیصل کی شہادت' 1979ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی سزائے موت' 1988ء میں جنرل ضیاءالحق اور پاک افواج کے دیگر اعلیٰ افسران کی اجتماعی شہادت' 1998ء میں بھارتی ایٹمی دھماکوں اور دسمبر 2001ء میں افغانستان پر امریکی قبضہ کی خوشی میں تمام قادیانیوں نے جشن منایا۔ جہاں قادیانی جلسوں میں (نعوذ باللہ) ''احمدیت زندہ باد''...... ''محمدیت مردہ باد''...... ''مرزا قادیانی کی جے''...... کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جہاں پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ایئر مارشل ظفر چودھری نے جہازوں کی ایک ٹولی کی قیادت کرتے ہوئے 1973ء میں قادیانی جلسہ میں اپنے ''خلیفہ'' مرزا ناصر کو سلامی دی تھی' اس موقع پر قادیانی خلیفہ نے اپنے پیروکاروں کو خوشخبری دی کہ ''پھل پک چکا ہے...... جلد ہی ہماری جھولی میں گرنے والا ہے''...... علی ہذا القیاس ربوہ میں اس اسلام اور پاکستان کے خلاف بہت زیادہ سازشیں تیار ہوتی ہیں۔

29 مئی 1974ء کو ربوہ (حال چناب نگر) میں جو سانحہ پیش آیا' اس پر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا عوامی مطالبہ گونجنے لگا۔ 30 جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کی قرارداد پیش کی جس پر مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالمصطفی الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالحق، چوہدری ظہور الٰہی، شیر باز خان مزاری، مولانا محمد ظفر احمد انصاری، احمد رضا قصوری، مولانا نعمت اللہ، سردار شوکت حیات، علی احمد تالپور اور رئیس عطاء محمد خاں مری سمیت چالیس کے قریب ممبران اسمبلی نے دستخط کیے۔ اس قرارداد میں کہا گیا کہ قادیان کے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ قرآنی آیات کا تمسخر اڑایا۔ جہاد کو ختم کرنے کی مذموم کوششیں کیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیت سامراج کی پیداوار ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا ہے۔ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا اسمبلی مرزا قادیانی کے پیروکار قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر آئین پاکستان میں ضروری ترمیم کرے۔

5 اگست 1974ء کو صبح دس بجے سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خاں کی صدارت میں اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ جس میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور مولانا کوثر نیازی سمیت پوری کابینہ نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد قادیانی جماعت کے وفد کو جس کی سربراہی قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کر رہا تھا، بلایا گیا۔ اسمبلی میں طے پایا گیا کہ کوئی رکن قومی اسمبلی براہ راست مرزا ناصر سے سوال نہ کرے بلکہ وہ اپنا سوال لکھ کر اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار کو دے دے جو خود مرزا ناصر سے اس بارے میں دریافت کریں گے۔ دنیا کی تاریخ میں جمہوری نظام حکومت کا یہ واحد واقعہ ہے کہ اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کے بجائے قادیانی مذہب کے دونوں فرقوں (ربوی و لاہوری) کے سربراہوں کو اپنا اپنا موقف پیش کرنے کے لیے بلایا گیا۔ تعارفی کلمات کے بعد اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے مرزا ناصر سے قادیانی عقائد پر بحث شروع کی تو مرزا ناصر نے کہا کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 20 کے تحت ہر شہری کو مذہبی طور پر آزادیٔ اظہار حاصل ہے۔ آپ کسی پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ ایک شخص خود کو مسلمان بھی کہتا ہے اور اسلام کے بنیادی ارکان اور قرآن مجید کی متعدد آیات کا بھی منکر ہے تو کیا اس پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ اس پر مرزا ناصر مختصر خاموشی کے بعد بولا کہ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ آپ کو کس نے حق دیا ہے کہ آپ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی قرار دیں؟ مرزا ناصر نے کہا کہ ہم کسی کو کافر قرار نہیں دیتے۔ اس پر اٹارنی جنرل نے مرزا ناصر کو اس کے دادا (آنجہانی مرزا قادیانی) اس کے والد (قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود) اور اس کے چچا (مرزا بشیر احمد ایم اے) کی تحریریں پڑھ کر سنائیں۔

جب اٹارنی جنرل نے مرزا قادیانی کی کتب سے مذکورہ بالا حوالہ جات پیش کیے تو ممبران اسمبلی غم و غصہ میں ڈوب گئے۔ بہر حال 13 روز کی طویل بحث اور جرح کے بعد مرزا ناصر نے نہ صرف اپنے تمام کفریہ عقائد و نظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ لایعنی تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ 5 اور 6 ستمبر کو اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے 13 روز کی

بحث کو سمیٹتے ہوئے اراکین اسمبلی کو مفصل بریفنگ دی۔ ان کا بیان اس قدر مدلل، جامع اور ایمان افروز تھا کہ کئی آزاد خیال اور سیکولر ممبران اسمبلی بھی قادیانیوں کے عقائد وعزائم سن کر پریشان ہوگئے۔ چنانچہ 7 ستمبر 1974ء کو شام 4 بج کر 35 منٹ پر پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی ولاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)160 اور (3)260 میں اس کا مستقل اندراج کردیا۔

ایک موقع پر قومی اسمبلی میں یہ حیران کن منظر بھی دیکھنے میں آیا کہ جب قادیانی خلیفہ مرزا ناصر اپنے کفریہ عقائد کے دفاع میں دلائل دے رہا تھا کہ اچانک ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور مرزا ناصر پر بیٹ کردی جس سے وہ نہایت سٹپٹایا اور بڑبڑاتا ہوا تھوڑی دیر کے لیے اسمبلی سے باہر چلا گیا۔ جس نے بھی یہ منظر دیکھا، وہ ششدر رہ گیا کہ جدید عمارت کے بند کمرے میں اچانک پرندہ کہاں سے آگیا؟ اور پھر پرندے کا صرف مرزا ناصر کو ٹارگٹ کرنا بھی باعث تعجب تھا۔

قادیانی ۱۹۷۴ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ اگر یہ کارروائی شائع ہوجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی اب اوپن ہونے سے قادیانیوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگیا۔ لیکن حیرت ہے کہ اس خبر سے قادیانیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم نے ایک سوال پر کہ ''قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اگر یہ روداد شائع ہوجائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہوجائے گا۔'' کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ کارروائی ان کے خلاف جاتی ہے۔ ویسے وہ اپنا شوق پورا کرلیں، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ ان دنوں ساری اسمبلی کی کمیٹی بنادی تھی اور کہا گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی سیکرٹ ہوگی تاکہ لوگ اشتعال میں نہ آئیں۔ میرے خیال میں اگر یہ کارروائی شائع ہوگئی تو لوگ قادیانیوں کو ماریں گے۔'' (انٹرویو نگار منیر احمد منیر ایڈیٹر ''ماہنامہ آتش فشاں'' لاہور، مئی 1994ء) (الحمدللہ! اب یہ کارروائی شائع ہوچکی ہے)

سابق اٹارنی جنرل اور معروف قانون دان جناب یحییٰ بختیار نے جس لگن، جانفشانی اور قانونی مہارت سے امت مسلمہ کے اس نازک اور حساس کیس کو لڑا، قادیانی شاطر سربراہوں پر طویل اور اعصاب شکن جرح کے بعد جس طرح ان سے ان کے عقائد وعزائم کے بارے میں سب کچھ اگلوایا، بلکہ اعتراف جرم کروایا، وہ انہی کا حصہ ہے، جس پر وہ صد ستائش کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ ان کی یہ خدمت سنہرے حروف سے لکھی جانے کے قابل ہے۔ لیکن اس کے برعکس قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کارروائی کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کا کوئی ایک رکن بھی قادیانی نہیں ہوا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے کارروائی کا بائیکاٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے اجلاس سے واک آؤٹ نہیں کیا۔ کسی رکن قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی حمایت نہیں کی۔ اس کے برعکس نہ صرف تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا بلکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر کی ٹیم میں شامل ایک معروف قادیانی مرزا سلیم اختر چند ہفتوں بعد قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگیا۔ حالانکہ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر پوری ٹیم کے ساتھ مکمل تیاری سے بڑی خوشی سے قومی اسمبلی گیا۔ اس کے اسمبلی کے اندر داخل ہونے کا انداز بڑا فاتحانہ، متکبرانہ اور مسخرانہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں تاویلات اور شکوک وشبہات کے ذریعے اسمبلی کو قائل کرلوں گا مگر بری طرح ناکام رہا۔ قادیانی قیادت نے قومی اسمبلی کے تمام اراکین میں 180 صفحات پر مشتمل کتاب ''محضر نامہ'' تقسیم کی جس میں اپنے عقائد کی بھرپور ترجمانی کی۔ اس کتاب کے آخری صفحہ پر ''دعا'' کے عنوان سے لکھا ہے: ''دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معزز ارکان اسمبلی کو ایسا نور فراست عطا فرمائے کہ وہ حق وصداقت پر مبنی ان فیصلوں تک پہنچ جائیں جو قرآن وسنت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوں۔'' سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادیانیوں کی دعا قبول ہوئی تو وہ قومی اسمبلی کا یہ فیصلہ قبول کیوں نہیں کرتے؟ اور اگر دعا قبول نہیں ہوئی تو وہ جھوٹے ہیں۔

قادیانی کہتے ہیں یہ ایک یکطرفہ فیصلہ تھا۔

قادیانیوں کی یہ بات لاعلمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جمہوری نظام حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا فیصلہ شاید دنیا کا واحد اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ میں آکر اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کے لیے بلایا۔ جہاں اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے اس پر، قادیانی کفریہ عقائد کے حوالے سے جرح کی۔ مرزا ناصر نے اپنے تمام عقائد و نظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ لہٰذا ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے 13 دن کی طویل بحث وتمحیص کے بعد آئین میں ترمیم کرتے ہوئے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا لیکن قادیانیوں نے حکومت کے اس فیصلہ کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انہیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ کسی بھی شخص یا جماعت کو

غیر مسلم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قادیانیوں کا یہ اعتراض جاہلیت اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ آخر تمام دنیا ایمان کی دولت سے آراستہ تو نہیں ہے۔ کسی نہ کسی کو تو غیر مسلم کہنا پڑے گا۔ عیسائی، یہودی، پارسی، سکھ، ہندو، آخر غیر مسلم ہی تو ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے عقائد کی بناء پر مسلمانوں سے الگ امت ہیں اگر مذکورہ بالا بات تسلیم کرلی جائے تو دنیا میں کوئی بھی غیر مسلم نہ ہو۔

ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سرعام اور مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے مسلمانوں کے پرزور مطالبہ پر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر نہیں کرسکتا اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کرسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ (ظہیرالدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب ہی کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین وقانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا: ''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری'' ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟.............

افسوس ہے کہ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورتحال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے تاکہ ملک بھر میں کہیں بھی لا اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا نہ ہو۔☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1890
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

۷؍ستمبر.... یومِ ختم نبوت

مولانا محمد طیب، اسلام آباد

عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس اور بنیاد ہے جس طرح اسکا تحفظ اور دفاع اُمت کے ذمہ ہے اسی طرح منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرنا بھی امت کے فرائض اولین میں شامل ہے۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اسلامی حکومتیں قائم تھیں یا غیرت مند اسلامی حکمران تھے ان کے دورِ حکومت میں تو جب بھی کسی شخص نے توہین رسالت، یا دعویٰ نبوت کے عظیم جرم کا ارتکاب کیا تو اسکو فوراً شریعت اسلامی کے تحت سزائے موت دے دی گئی۔

مگر ہمارے اس پاک و ہند پر انگریز نے جب اپنا تسلط جمایا تو اس نے ہماری علاقائی، لسانی اور مذہبی قوت کو پارہ پارہ کرنے کی غرض سے فتنے بپا کردیے۔

اس میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت کا ہے جس کا بانی جھوٹا مدعی نبوت ملعون اکبر مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس ملعون کی تحریرات وتعلیمات کی رو سے ہر قادیانی مرزائی کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ اسلام لعنتی، قابل نفرت شیطانی مذہب اور مردہ دین ہے۔ نیز مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نہ صرف نبی بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بہتر حتیٰ کہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بھی اعلیٰ وافضل ہے۔ نعوذ باللہ:

علاوہ ازیں وہ تمام مسلمانوں کو کافر، جہنمی، خنزیر، کنجریوں کی اولاد اور مسلمانوں کی عورتوں کو کتیوں سے بدتر قرار دیتے ہیں۔ ہندوستان کی تقسیم کو عارضی قرار دیتے ہیں، اکھنڈ بھارت کے قائل ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، نزول المسیح، حقیقت الوحی، نجم الھدیٰ، الفضل)

اس فتنہ کے خلاف پوری اُمت نے بھرپور جدوجہد کی۔ 1953ء کو تحریک ختم نبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں چلائی گئی جسے بظاہر نام نہاد اسلامی حکمرانوں نے گولی سے دبادی اور تقریباً 15 ہزار مسلمانوں کو شہید کردیا۔ جس میں کمسن سے لیکر عمر رسیدہ اُمت کے تمام طبقات کے افراد شامل تھے۔ مگر امیر شریعتؒ نے مخالفین کے جواب میں فرمایا تھا کہ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا پاکستان کے قانون اور آئین میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی عدالتیں بھی قادیانیت کے کفر پر دستخط کرنے پر مجبور ہوں گی۔

الحمدللہ چشم فلک نے وہ دن بھی دیکھا جب قادیانی غنڈوں نے 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر (ربوہ) چناب نگر، ریلوے اسٹیشن پر غنڈہ گردی کی تو اس کی بدولت تحریک ختم نبوت 1974ء بپا ہوئی جس کی قیادت محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرما رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں 13 جون کو وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی میں زیر بحث لانے کا اعلان کیا۔

چنانچہ قومی اسمبلی کی پوری متحدہ حزب اختلاف کی جانب سے ایک قرارداد لائی گئی تو دوسری قرارداد سرکاری پارٹی نے پیش کی۔

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے بھی متفقہ امیر تھے نے ملت اسلامیہ کے موقف کی تیاری کے لیے اپنی نگرانی میں ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مناظرین مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو مرزائیوں کی کتب کے حوالہ جات اور انکی ترتیب کیلئے مقرر فرمایا۔ جبکہ معاونت کیلئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کا انتخاب فرمایا۔ اور مجلس کے دفتر مرکزیہ ملتان سے وہ تمام کتب، رسائل، جرائد اور لٹریچر منگوا کر اسی کمیٹی کے سپرد کیا۔ اس کمیٹی میں مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اہم رکن تھے۔ جنہوں نے ملت اسلامیہ کے موقف کا بڑا حصہ مرتب کیا جبکہ سیاسی حصہ مولانا سمیع الحق کے حصے میں آیا۔ اور مقدمات، فتاویٰ جات کی ترتیب مولانا تاج محمودؒ کے حصے میں آئی۔

الحمدللہ قومی اسمبلی میں اس ملت اسلامیہ کے موقف کو پڑھنے کی سعادت مفکر اسلام، قائد جمعیت، قائد حزب اختلاف مفتی محمودؒ کو نصیب ہوئی۔

نیز لاہوری گروپ کی طرف سے صدر الدین لاہوری نے پیش ہوکر اپنا محضر نامہ پیش کیا۔ اس کا جواب ملت اسلامیہ کی جانب سے مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی نے مضبوط علمی گرفت کے ساتھ دیا۔

اِدھر خود قادیانی جماعت کے اُس وقت کے سربراہ مرزا ناصر ملعون کی خواہش پر اُسے اپنے دفاع کا مکمل موقع دیا گیا۔ لیکن اپنے تمام دجل وفریب کے باوجود حقیقت کو چھپا کر دھوکہ دینے میں ناکام رہا۔ جس کے نتیجہ میں شہدائے ختم نبوت کا لہو رنگ لایا

اور عالم اسلام کو پون صدی بعد عظیم تاریخی فتح نصیب ہوئی۔ قادیانیت کو ایک اور رسوائی مقدر ہوئی۔ اسلام جیتا، کفر ہارا، ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد۔

عالم اسلام 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت کے اس فیصلے پر سجدہ شکر بجالایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اسکے پیروکاروں کو اُنکے کفریہ عقائد کی بنیاد پر ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ (جب کہ اسی متفقہ آئینی ترمیم کی روشنی میں قادیانیوں کی آئین شکنی کی بنیاد پر 1984ء میں خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ کی قیادت میں ایک اور تحریک چلائی گئی۔ جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت ایکٹ جاری ہوا۔ جس کی رو سے قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے۔)

اس اسمبلی میں مفکر اسلام مفتی محمود قائد حزب اختلاف تھے اور اسی اسمبلی میں مجاہد ملت مولانا غوث ہزارویؒ جیسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق موجود تھے۔ وہاں دیگر مسالک کے علماء کی نمائندگی بھی موجود تھی۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا: ''معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاتا ہوں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے 13 جون کو کی تھی۔ پاکستان کی عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اُصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کیلئے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھی جاتی تو اس سے پاکستان کی علت غائی اور اسکے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ (نیز اس سے قبل یہ بھی اسی تقریر میں کہا) مجھے معلوم ہے کہ 1953ء میں کیا کیا گیا تھا۔ اس مسئلے کو دبانے کے لئے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا۔ (جناب نے خود بھی کسر نہ چھوڑی تھی مگر امیر شریعتؒ کا وہ فرمان مشیت الٰہی میں پورا ہونا تھا اور شہدائے ختم نبوت کے پاک خون کی برکت اور عقیدہ ختم نبوت کا معجزہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس جماعت اور لیڈر کے ہاتھوں ظاہر کرنا تھا جس کی کامیابی کیلئے قادیانی جماعت نے باقاعدہ نصرت جہاں فنڈ قائم کیا اور الیکشن مہم چلائی۔

اس موقع پر جب کہ تمام ایوان نے متفقہ طور سے ایک اہم فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ کامیابی پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں۔ میں سارے ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جا سکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے...... اسی جذبے کے تحت ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کر لیا ہے۔''

اُمت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ!

قادیانی آئینی اور قانونی طور پر اگرچہ غیر مسلم اقلیت قرار پا گئے ہیں لیکن ہر قادیانی اپنے اس کفر کو پھیلانے کے لئے اپنی آمدنی کا 10% ماہانہ بارہ قسم کے چندے اپنی جماعت کو جمع کراتا ہے۔ قادیانی تنظیمیں اس سرمائے کو مسلمانوں کو مرتد بنانے پر استعمال کرتے ہیں۔ یاد رہے اس فتنہ قادیانیت کے اب تک ناپاک وجود کے بنیادی اسباب تین ہیں۔

1۔ ملک وملت کے غدار اور یہودیت کے چہیتے ہونے کے ناتے عالم کفر کی سرپرستی کا حاصل ہونا۔

2۔ حکومت وقت کا ان کے متعلق شرعی اور آئینی تقاضوں کو پورا نہ کرنا۔

3۔ مسلمانوں کا غیرت ایمانی، محبت نبیؐ کا تقاضا پورا نہ کرتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ لین دین، میل جول رکھنا اور نفرت نہ کرنا ہے۔

یاد رہے کہ مرزائیوں سے ہر طرح کا تعلق حرام ہے۔ ان سے بائیکاٹ ظلم نہیں بلکہ اُن سے خیر خواہی ہے۔ نیز شریعت اسلامی کا اہم ترین حکم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ ہے۔

آیئے ہم سب مل کر اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے ان منکرین ختم نبوت دشمن رسول کا ہر سطح پر بائیکاٹ کریں۔ اور اس عظیم تاریخی فتح کی یاد میں شہدائے ختم نبوت اور اکابرین مجلس تحفظ ختم نبوت سے ایک نئے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر تجدید عہد کرتے ہوئے اپنے اپنے حلقے میں شعور ختم نبوت کو اجاگر کریں۔ اُمت کو قادیانیت کے ارتداد اور کفر سے محفوظ کریں اور اس فتنے کی اسلام دشمنی سے آگاہ کریں۔ خصوصاً علماء کرام 6 ستمبر کا خطبہ اسی عنوان پر ارشاد فرمائیں۔

☆☆..................☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات

دوسری قسط

شیخ راحیل احمد، جرمنی

کلمہ شہادت:

اسلام کا بنیادی رکن ہے جس کو نیت اخلاص کے ساتھ انسان اپنی زبان سے ادا کر کے اسلام کے محل میں داخل ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ یعنی "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لاشریک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے مقابلہ میں جو پانچ چیزیں عنایت کی گئیں ان میں ایک کلمہ بھی ہے جو اس سے قبل کسی نبی کو نہیں دیا گیا اور کلمہ میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پہلے اقرار ہے اس سے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ اسی طرح کلمہ کے دوسرے حصہ میں بھی صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر ہے اور کلمہ میں ان کا کوئی شریک نہیں۔

لیکن بدقسمتی سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا مؤقف ہے کہ نعوذ باللہ مرزا قادیانی بھی کلمہ میں شریک ہیں! مرزا بشیر احمد، ایم اے پسر مرزا قادیانی نے لکھا:

"پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

ہر مسلمان کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور مرزا قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور ان کے ماننے والے بھی اپنے آپ کو مسلمان کے روپ میں ہی پیش کرنا پسند کرتے ہیں اور کلمہ پڑھتے بھی ہیں، یقیناً مرزا قادیانی نے بھی کلمہ پڑھا ہوگا لیکن اب اس کلمہ کے ساتھ حقیقی طور پر کیا حشر کرتے ہیں مرزا قادیانی؟

کلمہ شہادت کا پہلا حصہ:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ہے کہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لاشریک ہے" اور اس کے بعد قرآن کریم میں بے شمار جگہ یہ بات دہرائی گئی ہے۔

قبل اس کے ہم آگے بڑھیں اس جگہ ایک اہم بات جو سامنے آئی، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے لئے اللہ کا نام استعمال کیا ہے جو کہ ایک مکمل ترین نام ہے۔ کچھ جگہ صفاتی نام ہیں۔ اسلامی لٹریچر میں بھی بزرگوں نے اکثر اللہ کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ لیکن ایک حیران کن امر یہ ہے کہ اردو زبان میں جس میں کہ مرزا قادیانی کی زیادہ تحریریں ہیں، اللہ کا لفظ ہی زیادہ تر مستعمل اور جانا پہچانا بھی ہے لیکن اس کے باوجود مرزا قادیانی نے نامعلوم کیوں اپنی تحریروں میں بجائے قرآنی اور مکمل نام "اللہ" استعمال کرنے کے بجائے لفظ "خدا" استعمال کیا ہے۔ جس کی جمع "خداؤں" کا لفظ ہے اور اللہ کا لفظ شاذ و نادر ہی استعمال کیا ہے۔ حالانکہ جس طرح وہ اپنا تعلق ہمیں خدا سے بتاتے ہیں ان کو تو لفظ اللہ کا استعمال کرنا چاہیے تھا۔

ایک اور بات کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذاتی نام قرآن کریم میں اللہ بتایا ہے اور باقی اپنے نام صفاتی نام بتائے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے خدا نے ان کو اپنا ایک نیا نام، (صفاتی نام نہیں) بتایا ہے۔ مرزا قادیانی بتاتے ہیں:

"خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "یلاش" خدا کا ہی نام ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص:۱۱۷، خزائن ج:۱۷ ص:۲۰۳ حاشیہ)

لیکن عجیب بات کہ خدا ان کو خاص طور پر وحی کر کے "یلاش" نام بتا رہا ہے جو کہ آج تک کسی اور کو نہیں بتایا لیکن اس کے باوجود یہ نام مرزا قادیانی نے شائد ہی کسی جگہ استعمال کیا ہو۔ کیا اللہ نے یہ نام خواہ مخواہ ہی بتایا، یا اس کے بتانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مرزا قادیانی اس نام کو استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے متعارف کروائیں؟ یا جیسا کہ مرزا قادیانی ہر جگہ اپنے آپ کو اور اپنے کاموں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شاید یہاں بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ان کو، ان کے خدا نے اپنے نام رسول کریم سے زیادہ بتائے ہیں؟ "نعوذ باللہ من ذالک"

کیا کہیں یہ وجہ تو نہیں تھی کہ مرزا قادیانی کے خدا کا تصور انگریز تک ہی تھا۔ مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

"ایک بار انہوں نے کچھ کاغذات خدا کو

دستخط کے لئے پیش کیے۔"

(حقیقت الوحی، ص:۲۵۵، خزائن، ج:۲۲، ص:۲۶۷)

"ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۸۱، خزائن ج ۱ ص ۵۷۲) ہے:"یہ کل رسائی (پہنچ) ہے مرزا قادیانی کے دماغ کی، کہ ان کا خدا کا تصور انگریز تک جاکر ختم ہوگیا اور وہ ملکہ وکٹوریہ کو بڑی محبت کے ساتھ ملکہ عالیہ کے لقب سے پکارتے تھے، ملکہ تو دور کی بات وہ، مدعی نبوت ورسالت ہونے کے باوجود انگریز افسروں کی بھی جس طرح خوشامد کرتے رہے اس طرح تو شاید کوئی مزارعہ اپنے جاگیردار کی بھی نہ کرتا ہو۔ ہمارے اس شبہ کو آئندہ کچھ پیش کئے جانے والے حوالے تقویت دیتے ہیں۔ یقینی بات تو اللہ تعالیٰ جو علیم وخبیر ہے جانتا ہے یا پھر مرزا قادیانی اور ان کا خدا۔ "افلاتدبرون"

کلمہ شریف کے پہلے حصہ کا کس طرح مذاق اڑاتے ہیں:

"جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ" تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں، جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ تو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا۔" (کتاب البریہ، ص: ۸۳،۸۴، خزائن، ج: ۱۳، ص: ۱۰۰،۱۰۱)

میری ہر صاحب ضمیر سے استدعا ہے، خاص طور پر قادیانی (احمدی) حضرات سے کہ وہ خود صاف باطنی سے فیصلہ دیں کہ کیا نبیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، شافع دوجہاں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ایک ادنیٰ سے شخص تک جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے یہ موقف صحیح یا قابل قبول ہوسکتا ہے؟ کیا یہ اسلام کے پہلے اور بنیادی اقرار کے مطابق ہے؟ مرزا قادیانی کس خدا کے پانی (نطفہ) سے تھے؟ اللہ جل جلالہ، کے بارہ میں یہ سوچ ہی جھرجھری طاری کردیتی ہے بدن پر!

بقول مرزا قادیانی کے خدا مرزا قادیانی کی توحید پھیلانا چاہتا تھا: "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید تیری عظمت تیری کمالیت پھیلا دے۔" (تذکرہ ص ۸۰۲ طبع ۳) کیا اس تحریر کا مطلب یہ نہیں بنتا کہ خدا تعالیٰ اپنی توحید سے نعوذ باللہ دستبردار ہوگیا ہے اور اب مرزا قادیانی، جو تیس (۳۰) سے زیادہ بیماریوں میں مبتلا، دن میں سو سو بار پیشاب کرتے ہیں، بیس مرتبہ اسہال کے لئے جاتے ہیں، جن کی تحریر میں ہر صفحہ پر ہر قسم کی غلطیاں ہوتی ہیں، جن کو بھول جانے کی بیماری ہے، جو وعدہ کرکے پورا نہیں کرتے تھے، جو عام انسانوں کے حقوق تو دور کی بات اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے تھے، جو عورتوں کے پہرہ کے محتاج تھے، اس کی توحید، کمالیت اور عظمت پھیلانے کا ٹھیکہ لے رہا ہے؟ کیا یہ تحریر کسی نبی اللہ کی ہوسکتی ہے؟ جو بھی اس پر ذرہ بھر بھی غور کرے گا تو اس کے ضمیر کی آواز کہے گی کہ یہ تحریر تو ایک نارمل انسان کی بھی نہیں۔ بلکہ کسی مجہول، پاگل، دیوانے کی بڑ لگتی ہے؟

مرزا قادیانی مزید لکھتے ہیں کہ خدا نے رات دن ان کے لئے پیدا کیا اور ان کو یہ الہام کیا:

"تو میرے ساتھ ہے، تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا، تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔"

(کتاب البریہ، ص: ۷۷، خزائن، ج: ۱۳، ص: ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے ذریعہ تو یہ پیغام دے رہا ہے کہ میں واحد اور لاشریک ہوں، میرے ساتھ کوئی نہیں جو خدائی میں شریک ہے لیکن یہ ایسا سپر نبی بھیج رہا ہے، جس کے ذریعہ ہمیں پیغام مل رہا ہے یا انکشاف ہورہا ہے کہ نہیں اب نعوذ باللہ خدا اکیلا نہیں رہا۔ شائد تنہائی سے تنگ آگیا ہے اور اس کو بھی ایک ساتھی اور شریک مل گیا ہے، کیا میں غلط سمجھا ہوں؟ ایک اور جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "خدا سے میرا تعلق نہانی ہے، اگر دنیا کو پتہ چل جائے تو وہ نفرت کرنے لگیں۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۳، خزائن ج ۲۱ ص ۸۱) اب یہ تو ممکن ہے کہ ہر شخص کا خدا سے اپنا ایک تعلق ہو جس کی گہرائی اللہ اور اس کی مخلوق جانتے ہیں لیکن انسان کے ساتھ اللہ کا کوئی خفیہ تعلق نہیں ہوسکتا، جس سے کسی کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کا صرف ایک ہی تعلق ہے، خالق کا اپنی مخلوق سے اور بندے کے لئے ایک ہی راستہ ہے صرف عبدیت کا۔

لیکن ایک شریف آدمی جو اس گہرائی میں نہیں جاتا، یا جاسکتا، یا مرزا قادیانی کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے غور ہی نہیں کرتا کہ مرزا قادیانی نے جو کہا ہے اس کا حقیقی مطلب کیا ہے؟ آنکھیں بند کرکے جو سنا "امنا وصدقنا" کہہ دیا۔ اس کے ذہن میں بھی کبھی نہ کبھی تو سوال آسکتا ہے کہ کیسا خفیہ تعلق اور کیوں؟ غالباً ایسے ہی کسی سوال کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مرزا قادیانی اس تعلق کا اظہار اپنے ایک خاص مرید قاضی یار محمد سے کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ جولاہور سے مرزا قادیانی کے لئے ٹانک وائین لے کر آیا کرتے تھے اور مرزا قادیانی کی اہلیہ، نصرت جہاں بیگم صاحب جب دوسرے شہروں لاہور اور امرتسر وغیرہ میں کپڑوں وغیرہ کی شاپنگ (خریداری) کے لئے تشریف لے جاتی تھیں اور مرزا قادیانی اپنی اہلیہ کے ساتھ تشریف نہیں لے جاسکتے تھے تو پھر قاضی صاحب

کی خدمات سے فائدہ اُٹھایا جاتا تھا۔ قاضی یار محمد نے کئی مرتبہ قادیانی اُم المومنین نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ دوسرے شہروں کے سفر کا اعزاز حاصل کیا۔ وہی قاضی یار محمد جو اس گھر کے بھیدی بھی کہے جا سکتے ہیں، اس تعلق کے بارہ میں کیا بیان کرتے ہیں؟

قاضی یار محمد اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں:

"جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، پس سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔" (ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی، ص:۱۲)

اب ایسے واقعات کا بھی کوئی نتیجہ بھی تو نکل آتا ہے، اس کے بارہ میں مرزا قادیانی کی اپنی تحریر کیا کہتی ہے؟

"یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص:۱۴۳، خزائن ج:۲۲ ص:۵۸۱)

اب تو بچہ بھی ہو گیا، مرزا قادیانی نے اپنے اندر حیض مانا۔ گو بعد میں بچہ بنا، مطلب یہ کہ جب تک خدا کا بچہ نہیں ہوا تھا مرزا قادیانی کے اندر حیض کی ناپاکی تھی۔ مرزا قادیانی نے اور بھی جگہ اپنے حیض کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ حیض کے دنوں میں کیا کرتے تھے؟ باقی اس لفظ اطفال سے پہلے بمنزلہ لگا کر دنیا کے اعتراض سے بچنے کی ناکام کوشش ہے۔ ویسے وہ بچہ ہے کہاں اور کس راہ سے آیا؟ مرزا قادیانی کا اصرار ہے کہ بچہ ہے لیکن حیرت ہے کہ قادیانی جماعت سمیت دنیا کو بچہ اپنے باپ کی طرح ہی نظر نہیں آ رہا؟

اور صرف ہوائی دعویٰ تو ماننے میں یقیناً مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو بھی تامل ہوگا۔ ہم تو خیر ویسے ہی مرزا قادیانی کے موقف پر شکوک رکھتے ہیں!

اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ کیا یہ مسیح، مہدی دنیا کو ہدایت سکھلانے آیا تھا کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نا صرف رجولیت کا اظہار کرتا ہے بلکہ بچہ بھی ہو جاتا ہے۔ قادیانی (احمدی) دوستو اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا جماعت نے یہ باتیں تمہیں بتائیں اور کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟ کیا خدا اور بندے کا تعلق مرد اور عورت کی طرح ہوتا ہے اور پھر دونوں مل کر بچے بھی جنتے ہیں؟ کوئی کہے گا کہ استعارتاً ایسی بات کہی ہے، کیا کسی نبی اللہ نے ایسی علامتی باتیں کہیں؟ دوسرے ہر بات ہی استعارتاً کرو گے یا کوئی واضح، سچی اور سیدھی بات بھی کی ہے؟ اور اسی پر بس نہیں کسی جورو کی طرح خدا کو پابند کرنے کی کوشش ہی نہیں اعتراف بھی ہے، لکھتے ہیں: "جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ۔" (کتاب البریہ ص۷۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۱) اگر مرزا قادیانی یہ لکھتے ہیں: یا الہام بتاتے کہ جدھر خدا کا منہ، ادھر تیرا منہ تو ہر مذہب کی تعلیم کے مطابق درست ہوتا، مگر یہاں تو مرزا قادیانی کا (پتہ نہیں کونسا) خدا، مرزا قادیانی کا پابند ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ۔ کیا خدا کا ایسا تصور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ان سے قبل انبیاء اللہ کی زندگی، قول یا وحی میں آیا ہے؟ کیا یہ اسلامی تصور ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا کوئی انسان ایسا تصور کرنا تو دور کی بات ایسے خیالات کو پیش کرنے والے کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کرے گا؟ ماسوائے قادیانی مربیوں کے جن کی روٹی اس رطب و یابس سے بندھی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے بیان میں فرماتا ہے کہ: "لاتاخذہ سنۃ ولا نوم" لیکن مرزا قادیانی جن کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو قرآن کا علم ہر روح سے زیادہ دیا گیا ہے، اپنا الہام (یا الزام) بیان کرتے ہیں: "میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔" (البشریٰ جلد دوئم ص ۷۹، تذکرہ ص ۶۰۰ طبع ۳) یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی خود ہی خدا ہیں اور اپنے کو الہام بھی کر رہے ہیں یا پھر کوئی اور معشوق چھپا ہے اس پردہ زرنگاری میں؟

قرآن کریم نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی نفی کی ہے اور ساتھ ہی مسیح علیہ السلام کو اس الزام سے مبرا قرار دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انتہائی سخت گستاخی کی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی خود کو واضح طور پر خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے: "اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن۔" (البشریٰ ج اول ص ۴۹)

جب پہلے الہام پر اعتراض وارد ہوا تو بعد میں بمنزلہ کے الفاظ بڑھا کر دوسروں کا اعتراض رفع کرنے کی کوشش لگتی ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "انت منی بمنزلہ ولدی" ترجمہ: "تو مجھ سے ہے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) کیا یہ مہدی اسلام کا پیغام سکھانے آئے ہیں یا دنیا کو عیسائیت کا پیغام دینے آئے ہیں؟ کیا کوئی مسلمان یہ جسارتیں دیکھ کر مرزا قادیانی کی طرف دیکھنا بھی پسند کرے گا؟ اور قادیانی حضرات اپنے آپ سے خود ہی سوال کریں گے کہ جو مرزا قادیانی پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے شخص پر ایمان رکھنے والے کو بھی وہ کافر سمجھیں گے کہ نہیں؟ اور ان تحریروں کے بعد وہ خود بھی کیا سوچ رہے ہیں؟

(جاری ہے)

مساجد کا کردار!

گزشتہ سے پیوستہ

انتخاب: ابوعمیرہ خان

مساجد کا دوسرا نمایاں اثر پیغام مساوات اور درس اخوت سے ظہور میں آتا ہے، روئے زمین پر ان گنت قسم کے انسان بستے ہیں۔ امیر و غریب بھی عالم و جاہل بھی، شہری و دیہاتی بھی، عقل مند و کم عقل بھی اور رنگ و نسل کے لحاظ سے مختلف بھی ان میں اختلاف عارضی نوعیت کا ہے اور اتحاد اصولی نوعیت کا مگر اس کو کیا کیجئے کہ عارضی شے ہمیشہ اصلی چیز پر غالب آتی رہی ہے اور انسان میں تفریق و امتیاز کا باعث بنتی رہی ہے۔ یہ صرف اسلام ہی کا نہیں بلکہ روح انسانیت کا بھی تقاضا ہے کہ کوئی جگہ ایسی ہو جہاں انسانوں کے یہ مختلف طبقے ایک بن جانے کا سبق سیکھیں، وہاں وہ نظام جسم کی طرح ایک نظر آئیں، ایک ہی طرح سوچیں اور عمل کریں اور ایک ہی سوز کے سب دردمند بن جائیں، مساجد ایسا ہی پلیٹ فارم ہیں، جہاں سب لوگ جمع ہو کر مساوات اور اخوت کے عمل کو فروغ دیتے ہیں۔ عالم، جاہل سے قدم ملا کر کھڑا ہوتا ہے، امیر غریب سے مل کر کھڑا ہوتا ہے، قیام و سجود بھی ایک ہی ساتھ اور حرکات و سکنات بھی ایک ساتھ ہوتے ہیں، یہاں تک دست دعا بھی ایک ہی ساتھ اٹھائے جاتے ہیں، یہاں امیر کو اپنی دولت کا زعم نہیں رہتا، غریب کو اپنی غربت کا احساس نہیں ستاتا، شہری اپنے اطوار پر نازاں نہیں ہوتا اور دیہاتی اپنی ہیئت پر شرمندہ نہیں ہوتا اور منظر یہ ہوتا ہے کہ:۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز\
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز\
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے\
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

مساجد کا ایک اہم اثر انسانی زندگی پر طہارت اور نفاست بھی ہے۔ اسلام نے نماز کی قبولیت کی شرط طہارت کو قرار دیا ہے اور اسے نصف ایمان بتایا ہے۔ ناپاک جسم اور ناپاک کپڑے نماز کو قبولیت سے محروم کردیتے ہیں، اس پاکی کے علاوہ ہر جمعہ کو غسل کرنا ضروری ہے، اور ہر نماز کے لئے وضو کرنا لازمی ہے۔ (المائدہ) اگر ایک شخص روزانہ پانچ مرتبہ اپنے جسم و لباس کی طہارت پر نظر کرے تو ظاہر ہے پاکی اور صفائی کے معاملہ میں دنیا کی ہر قوم سے وہ ممتاز ہوگا اور اس ہدایت کے ساتھ زندگی گزارنے والے ایک پاکیزہ زندگی کے حامل ہوں گے، مسجد کا ماحول پاکیزہ رکھنے کی خاطر وہاں جنبی اور حائضہ کا داخلہ جائز نہیں۔ اس کی فضا اس قدر نازک ہے کہ لہسن اور پیاز کی بو تک قابل برداشت نہیں، مسجد کی اس پاکیزہ فضا کو برقرار رکھنے اور پاکیزہ تر بنانے کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ قرآن نے مسجد قبا کے نمازیوں کی خوبی بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

''اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔'' (التوبہ)

یہ مسجد صرف پاکی اور صفائی ہی کا مطالبہ نہیں کرتی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر زیب و زینت چاہتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے بنی آدم ہر مسجد کے وقت اپنی زینت سے آراستہ ہو۔'' (الاعراف)

صحیح معنوں میں مہذب وہی لوگ ہوں گے جن پر یہ پاکیزہ اثرات ہوں گے اور یہ مسجد سے گہری وابستگی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ مختصر یہ ہے کہ مسجد ایک ایسی تربیت گاہ ہے جہاں انسان کی روحانی، اخلاقی ثقافتی اور ہمہ جہتی تربیت ہوتی ہے، پھر وہ اس قابل ہوتا ہے کہ اسلام کا مطلوب انسان کامل بن سکے۔

لیکن جب اصل مقصد بھلا دیا جائے

مگر افسوس یہ ہے کہ اسلام میں مساجد کو جو مقام حاصل ہے اور انسانی معاشرہ میں جس مرکزیت کی وہ حامل ہے مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے وہ متاثر ہورہی ہے۔ مسجد کی روح تو دراصل نماز ہے اور اب ترک نماز فیشن ہوگیا ہے، اسلام اور کفر کے درمیان فرق نماز کی وجہ سے تھا مگر آج مسلمانوں اور کافروں کے درمیان امتیاز کی وجہ گوشت خوری اور ناموں کا اختلاف ہوگیا ہے، کبھی لمبا لمبا راستہ طے کرکے لوگ مسجد میں اس لئے حاضر ہوتے تھے کہ ان کو ہر قدم پر نیکی کے حاصل ہونے کا یقین ہوتا تھا، مگر آج مسجد کے پہلو میں رہتے ہوئے بہت سے بدنصیب نماز ادا کرنے نہیں آتے، دن اور رات کے چوبیں گھنٹے کسی لہو و لعب میں گزار دینا ان کے لئے آسان ہے مگر ایک گھنٹہ خدا کے لئے مسجد میں گزارنا مشکل ہے، پھر جو لوگ مسجد میں نماز پڑھنے میں حاضر بھی ہوتے ہیں تو ان میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو صحیح معنوں میں نماز کا شعور نہیں، ان کی نمازیں بے حیائیوں اور برے کاموں سے ان کو نہیں روکتیں، مسجد کے باہر عمومی زندگی پر

ان کی نمازوں کا اثر نہیں ہوتا، وہ مسجد میں خدائے ذوالجلال کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور مسجد کے باہر طاغوت کی پیروی کرتے ہیں، وہ مسجد میں اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مسجد سے نکل کر انسانی شیطانوں کی پناہ ڈھونڈتے ہیں، وہ مسجد میں اللہ کی رضا کے طلب گار ہوتے ہیں اور مسجد کے باہر حکمران وقت کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں، وہ مسجد میں اپنے بھائیوں کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوتے ہیں اور مسجد سے باہر اپنے حقیر دنیوی مفادات کی خاطر ایذا رسانی اور مردم آزاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ گویا جو تربیت پانچ وقتوں میں ان کو مسجد میں حاصل ہوتی ہے، مسجد سے نکل کر وہ اس کو فراموش کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے اس متضاد رویہ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی یاد آتی ہے کہ:

''لوگوں پر وہ وقت بھی آئے گا جب اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن کا صرف رسم الخط رہ جائے گا، مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔''

مسجد کے متولی

شاید اسی صورتحال کا مظہر ہے کہ آج مساجد کے متولی وہ لوگ بنائے جاتے ہیں جو مال دار ہیں یا جاہ و منصب والے ہیں، خواہ ان کو مسجد میں آ کر باجماعت نماز ادا کرنے کی فرصت ہی نہ ہو اور وہ نماز اور جماعت کی روح سے ناآشنا ہی کیوں نہ ہوں اس کا نتیجہ ہے دیگر دنیوی اداروں کی طرح مسجد کی تولیت کے بارے میں بھی جھگڑے اور فساد، مقدمہ بازی اور احکام رسی کے افسوس ناک واقعات سننے کو ملتے ہیں۔ حالانکہ مسجد کی امامت کی طرح تولیت کا حق بھی علماء اور صالحین کو پہنچتا ہے جو دین کے مزاج سے آشنا ہیں۔ جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور جو امت کی راہنمائی کے مقام پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مساجد کی تعمیر کا حق ان لوگوں کو دیا ہے جو ایمان عمل صالح اور خوف خدا کے حامل ہیں اور ان کا انتظام بھی انہی کے ہاتھوں میں دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (خدام) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں۔'' (التوبہ)

مساجد کو آثار قدیمہ قرار نہیں دیا جاسکتا

عصر حاضر کا ایک بڑا فتنہ یہ ہے کہ بہت سے ممالک میں خاص طور سے اشتراکی ممالک میں اور ہندوستان میں بھی بعض مقامات پر آثار قدیمہ کے نام پر مسجدوں کو مقفل کر دیا ہے۔ نوبت یہ ہے کہ وہ مسجدیں یا تو پورے طور پر ویرانی اور کسمپرسی کا شکار ہیں یا پھر وہاں صرف زائرین اور سیاحوں کو جانے کی اجازت ہے، نماز ادا کرنے اور ذکر و تلاوت کے لئے ٹھہرنے پر پابندی عائد ہے، حالانکہ مسجدیں صرف عبادت کے لئے ہیں اور عبادت کے لئے ہی ان کا استعمال کیا جانا چاہئے، ان کو کسی بھی صورت میں آثار قدیمہ کا حصہ بنایا نہیں جاسکتا۔ آثار محفوظ کے نام پر مسجدوں پر تالا لگانا اور مسلمانوں کو ان میں نماز ادا کرنے اور ذکر و تلاوت سے روکنا اتنا ہی بڑا ظلم ہے جتنا بڑا ظلم مسجدوں کو منہدم کرنا اور اس میں تخریب کاری کرنا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو؟ ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھیں اور اگر جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں، ان کے لئے تو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔'' (البقرہ)

مفسرین نے ''وسعٰی فی خرابھا'' کے مفہوم میں مسجد کے انہدام اور اس کے تعطل دونوں کو شامل کیا ہے۔

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں:

''مسجد کو منہدم کرنا یا اس کے شعائر کو معطل کرنا اور اس میں اللہ کی عبادت کرنے سے روکنا۔'' (تفسیر المنار)

مسجد کو آثار قدیمہ میں شامل کرنا اس میں نماز پڑھنے سے روکنا ہے اور یہ اس کے انہدام ہی کی ایک شکل ہے اسے کسی بھی صورت میں گوارا نہیں کیا جاسکتا۔

مسجد سے دست بردار ہونے کی اجازت نہیں

یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ ایسی مسجد جو کسی غصب کی ہوئی زمین پر نہ تعمیر کی گئی ہو، نہ وقتی اور عارضی ضرورت کے لئے بنائی گئی ہو بلکہ خلوص نیت کے ساتھ تقویٰ اور خدا ترسی کے جذبہ سے تعمیر کی گئی ہو وہ ہر حال میں مسجد ہے اور ہمیشہ مسجد ہی رہے گی اس میں صرف اللہ کا نام بلند ہوگا، وہاں غیر اللہ کی پرستش کبھی قابل برداشت نہ ہوگی۔ قرآن کا ارشاد ہے:

''مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، لہٰذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔'' (الجن)

مسلمانوں کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اس سے دستبردار ہو جائیں، اگر کوئی اس پر ظلماً قبضہ کر لے تو وہ اس پر خاموش ہو جائیں یا اس کے انہدام پر راضی ہو جائیں، یا اس کے بدلہ میں کوئی دوسری جگہ یا عمارت قبول کر لیں، کیونکہ اللہ کا گھر نہ تو ویران ہو سکتا ہے، نہ منہدم ہو سکتا ہے اور نہ اس کو تفریحی مقام یا بتکدہ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ:...............اداریہ

۴......پورے اکیس حصص میں بعض مکمل، بعض ناقص حصے ایسے تھے جن کا انگلش سے اردو میں ترجمہ کا کام باقی تھا۔ وہ جناب برادر عبدالرؤف صاحب کے ذریعہ جناب راؤ ارشد سراج الدین لاہور نے کیا اور دن رات ایک کر کے کیا۔ وہ حصہ اتنا جامع ترجمہ ہے کہ بہت ہی خوشیوں کا سماں باندھے ہوئے ہے۔ محنت ان دوستوں کی۔ دعا حضرت صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی، کہ کام ہوا اور خوب ہوا۔ کچھ حصص کا ترجمہ حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی کی توجہ سے مولانا غضنفر عزیز جولز یونیورسٹی لاہور کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے کر کے یا کرا کے دیا۔

غرض جناب کے ایم سلیم راولپنڈی، جناب راؤ ارشد سراج الدین لاہور، جناب مولانا غضنفر عزیز کی محنتوں سے ترجمہ کا کام ہو گیا۔ حکومت کے شائع شدہ نسخہ میں انگلش کا حصہ بغیر ترجمہ کے ہے۔ ہمارے اس مطبوعہ جدید ایڈیشن میں انگلش متن کے ساتھ، اس کا اردو ترجمہ بھی ہے۔ گویا یہ اس جدید ایڈیشن کی وہ خوبی ہے جس نے اس کتاب سے استفادہ کو ہر اردو پڑھے لکھے دوست کے مطالعہ کے قابل بنا دیا ہے۔ البتہ ترجمہ کو ہم نے بین القوسین (ان بریکٹ) کر دیا ہے تاکہ حکومتی ایڈیشن کا امتیاز واضح رہے۔

۵......اپریل ۲۰۱۳ء کے اوائل میں قریباً کمپوزنگ کا کام اور ترجمہ مکمل ہو گئے تھے۔ فقیر نے حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب جالندھری دامت برکاتہم سے اجازت لے کر ڈیرہ غازیخان کے مبلغ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ دن رات، سفر و حضر میں پروف ریڈنگ کا کام ہم کرتے رہے۔ بس ان دنوں مسودہ تصحیح کرتے کرتے نیند آتی تھی اور جاگتے ہی پھر کام پر جت جاتے تھے۔ اوّل سے آخر تک تمام پروف پڑھے۔ سرخیاں جہاں ضرورت تھی قائم کیں۔ پھر پورے مسودہ کے انگلش حصہ کی دوبارہ عزیز مکرم حافظ محمد انس حفظہ اللہ تعالیٰ نے پروف ریڈنگ کی۔ اب برادر جناب عبدالرؤف صاحب کا اصرار تھا کہ تمام مسودہ کا انگریزی حصہ اور ترجمہ جناب راؤ ارشد سراج الدین کی نظر سے گزرنا چاہئے۔ یہ فقیر کے دل کی آواز تھی۔ ۲۸؍ اپریل ۲۰۱۳ء کی صبح مسودہ راؤ ارشد سراج الدین صاحب کے سپرد کیا کہ وہ نظر ثانی کریں اور فقیر حجاز مقدس اور ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ روانہ ہوتے وقت فقیر کے اندر کی حالت یہ تھی کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ مجھے حجاز مقدس کے سفر کی خوشی زیادہ تھی یا اس کتاب کے کام رکنے کا غم زیادہ تھا۔ کام رکنے کا معنی یہ ہے کہ اگر فقیر پاکستان ہوتا تو محترم راؤ ارشد سراج الدین صاحب جتنا مکمل کرتے جاتے فقیر اس کی غلطیوں کی تصحیح کے بعد فائنل کرتا جاتا۔ مہینہ بھر تو یوں گزر گیا۔ پھر چناب نگر کورس کی مصروفیت یوں دو ماہ گزر گئے۔

محترم راؤ صاحب جتنا مکمل کرتے جاتے وہ برادر عدنان سنپال غلطیاں لگا کر مکمل کرتے جاتے۔ دن رات سفر جاری رہا۔ ۱۰؍ رمضان المبارک کو کراچی کے سفر سے ملتان حاضر ہوا تو تمام جلدوں کی پروف ریڈنگ، غلطیوں کی تصحیح وغیرہ کا کام ایک دو دن میں مکمل ہو گیا۔

۶......حکومت کے شائع کردہ نسخہ میں پہلی سطر سے سوال و جواب شروع ہوا۔ پھر تقاریر و تجاویز، چل سو چل ہزارہا صفحات پر پھیلا ہوا۔ مسودہ ۲۱ حصوں پر مشتمل۔ اوّل سے آخر تک کہیں نہیں معلوم تھا کہ کون سی بات کہاں ہے۔ ضرورت تھی کہ اس مسودہ کی سرخیاں لگائی جائیں۔ عنوانات قائم کئے جائیں تاکہ استفادہ مزید آسان ہو جائے۔

۷......قومی اسمبلی کے ممبر حضرات کو قادیانیت کے مباحثہ سے پہلی بار پالا پڑا۔ قادیانی ولاہوری گروپ کے سربراہ قادیانیت کی چالبازیوں کے امام اور فن چکر بازی میں مرزا غلام احمد قادیانی کا مکمل پر تولے ہوئے تھے۔ بہت سارے مقامات پر حوالہ جات میں ایسا چکر ڈال دیتے کہ سامنے والا جو مکمل آگاہی نہیں رکھتا وہ ایک بار چونک اٹھے کر کیا ہو گیا۔ مثلاً سیرۃ الابدال کا حوالہ پیش ہوا کہ ص ۱۹۳ پر عبارت ہے۔ مرزا ناصر نے سر پر آسمان اٹھا لیا کہ ۱۶ صفحہ کی کتاب ہے۔ ص ۱۹۳ کہاں سے آ گیا۔ اتنی بڑی غلط بیانی، یوں غلط بیانی سے قادیانیت کو بدنام کیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ! اب حوالہ نہ اٹارنی جنرل کو پڑھنے ہی دیا گیا نہ وہ کارروائی میں پیش ہوا۔ نہ مرزا ناصر نے حوالہ کا ذکر کیا کہ کیا حوالہ ہے۔ اتنا شور کیا کہ بات ۱۶ اور ۱۹۳ صفحہ کے شور میں دب گئی۔ اب حوالہ پیش ہی نہیں ہوا۔ کون سا حوالہ تھا۔ کیا فرق لگا۔ کچھ اشارہ بھی ہوتا تو فقیر حوالہ تلاش کر کے لاتا اور معاملہ قارئین پر صاف ہوتا۔ وہ تو نہ ہوا۔ لیکن فقیر عرض کرتا ہے کہ مثلاً تجلیات کے ص ۴ پر عبارت ہے: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے چاند قرار دیا اور خود کو سورج قرار دیا۔'' اب قادیانیوں نے کئی کتابوں کو یکجا کر کے شائع کرنا شروع کیا اور اس سلسلہ اشاعت کا نام روحانی خزائن رکھا۔ اس کی جلد ۲۰ کے صفحہ ۳۹۷ پر یہ عبارت ہے۔ اسی صفحہ کی پیشانی پر تجلیات الٰہیہ بھی لکھا ہے۔ صفحہ ۳۹۷ بھی لکھا ہے۔ صفحہ کے بغل میں سائیڈ پر ۴ لکھا ہے۔ اب ایک صاحب صفحہ کی پیشانی کا صفحہ ۳۹۷ دیکھ کر کہہ دے کہ تجلیات الٰہیہ ص ۳۹۷۔ تو مرزائی عیار کہیں گے کہ کتاب ۲۰ صفحات کی ہے۔ ۳۹۷ کدھر سے آ گئے۔ ناواقف تو ایک دم پریشان ہو جائے گا اور یہی کاریگری مرزا ناصر کرتا رہا۔

دوسری مثال ایک غلطی کا ازالہ مرزا قادیانی کا رسالہ ۶ ورقی ہے۔ لیکن خزائن جلد ۱۸ کے ص ۲۰۸ سے ۲۱۶ پر یہ شامل اشاعت کیا ہے۔ ہر صفحہ کی پیشانی پر ایک غلطی کا ازالہ بھی درج ہے۔ صفحات ۲۰۸ سے ۲۱۶ تک بھی درج ہیں۔ اب پہلی بار جو مرزا کی کتب کو دیکھے وہ ایک غلطی کا ازالہ ص ۲۰۸ کہہ دے تو قادیانی عیار قیادت کو دھوکہ دہی کے لئے

موقع مل جائے گا کہ چھ ورقی رسالہ کے صفحات ۲۰۸ کیسے؟ یہ جھوٹ ہے۔ یہ الزام ہے۔ ایک رٹی رٹائی گردان دہرادیں گے۔ سننے والے، پڑھنے والے حیران ہوجائیں گے۔ حالانکہ جس نے حوالہ دیا وہ بھی صحیح ہے کہ جو لکھا دیکھا، وہی کہہ دیا۔ یہ تو قادیانی دجل ہے کہ ص ۲ کو ص ۲۰۸ پر پہنچادیا۔ تو حوالہ جات میں جگہ جگہ قادیانی قیادت نے یہی عیاری کی۔ اب قادیانیوں نے اس دھوکہ دہی کا شاہکار کتاب ''خصوصی کمیٹی میں کیا گزری'' شائع کی جو مرزا سلطان احمد کی مرتب کردہ ہے۔ فقیر کے سامنے ہے۔ کچھ حصہ دیکھا بھی مگر فقیر اس کو قابل جواب نہیں سمجھتا کہ قادیانی ہمیں الجھانا چاہتے ہیں۔ یہ ہوا تھا، یہ ہوا تھا۔ اب اس بحث کی ضرورت نہیں۔ جب مکمل کارروائی چھپ کر آگئی ہے اسے عام کرو، ہر آدمی خود پڑھ کر فیصلہ کرے کہ کون جیتا کون ہارا؟ چنانچہ قادیانی الجھنوں میں پڑنے کی بجائے ہم نے یہی راستہ اختیار کیا کہ مکمل کارروائی کو شائع کردیا جائے۔ جو پیش خدمت ہے۔ انہی امور کے لئے بعض بعض مقامات پر مختصر حواشی (فٹ نوٹ) لکھنے پڑے جو اس ایڈیشن کا امتیازی وصف ہے۔

۸...... تین دن برادر عزیز جناب حافظ محمد یوسف ہارون صاحب اور فقیر نے حواشی اور سرخیاں کمپیوٹر پر پڑھیں۔ یوں آج ۲۵ر جولائی ۲۰۱۳ء ۱۵ر رمضان ۱۴۳۳ھ کو اس کام سے فارغ ہوگئے۔ اب برادر عدنان و برادر ہارون اس کتاب کی سیٹنگ کررہے ہیں اور فقیر یہ سطریں لکھ رہا ہے۔ فلحمد للہ تعالیٰ اوّلاً و آخراً! یہاں پر اس اعتراف کے بغیر چارہ نہیں کہ مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے صدر مدرس مولانا غلام رسول دین پوری نے اس کتاب کے لئے فقیر راقم سے بھی زیادہ محنت کی۔ حق تعالیٰ سب کو جزائے خیر دیں۔

جدید ایڈیشن کا امتیاز:

۱...... حکومت کے شائع کردہ ایڈیشن میں انگلش کا ترجمہ نہیں۔ لیکن اس ایڈیشن میں انگلش کا جگہ جگہ ترجمہ بین القوسین موجود پائیں گے۔

۲...... اس ایڈیشن میں قادیانی، لاہوری جرح پر بعض ناگزیر حواشی موجود پائیں گے۔

۳...... حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے دو دن حکومت اور اپوزیشن دونوں کی طرف سے ''مؤقف ملت اسلامیہ'' نامی کتاب پڑھی اس کا ضمیمہ نمبر ۳ فیصلہ مقدمہ جیمس آباد مطبوعہ حکومتی کارروائی میں اشاعت کے دوران خلط ہوگیا۔ فیصلہ کا ص ۲۲ پہلے کمپوز کردیا۔ پھر ص ۲۱۔ اس سے مفہوم ہی بدل گیا۔ ہم نے اسے صحیح کمپوز کردیا۔ اس سے حکومتی ایڈیشن کی کمپوزنگ کی غلطی دور ہوگئی۔

۴...... حکومتی شائع شدہ کارروائی میں جہاں عربی تھی وہ...... عربی...... کمپوز کرکے چھوڑ دی۔ اگر کتاب کا حوالہ تھا تو ہم نے وہ مکمل عربی عبارت نقل کردی جس سے پہلے ایڈیشن کی نسبت یہ ایڈیشن جامع ہوگیا۔ اگر حوالہ ہی نہ تھا تو وہ جگہ مجبوراً ایسے گزارنا پڑی۔

۵...... حکومت کے شائع کردہ ایڈیشن اور ہمارے اس ایڈیشن کے کمپوزنگ میں صفحات کا فرق آگیا۔ چنانچہ اصل حکومتی ایڈیشن کے صفحات کو اس جدید ایڈیشن کے صفحات کے درمیان (بین السطور) میں باریک کرکے ہم نے لکھ دیا۔ اس ایڈیشن کے صفحات کو سامنے رکھ کر حکومتی ایڈیشن سے اس ایڈیشن کا آسانی سے تقابل کیا جاسکتا ہے۔ انشاءاللہ کوئی فرق نہ پائیں گے۔ گویا اس جدید ایڈیشن کے صفحات پہلے ایڈیشن کے صفحات کو بھی واضح کرتے ہیں۔ فلحمد للہ! ہاں البتہ یاد رہے کہ حکومتی ایڈیشن کی جلد ۱۶، ص ۲۶۱۷ پر ختم ہوئی۔ جلد ۱۷، چار صفحے ٹائٹل کے بعد ص ۲۶۲۲ سے شروع ہوئی چاہئے تھی مگر وہ ص ۲۶۹۹ سے شروع ہوئی۔ گویا ستتر صفحات چھوڑ کر اگلا نمبر لگادیا۔ یہ حکومتی ایڈیشن میں صفحات لگانے میں سرکاری اہلکاروں سے غلطی ہوئی۔ درمیان میں مسودہ غائب نہیں ہے۔ ہر لحاظ سے حکومتی ایڈیشن مکمل ہے۔ ہم نے بھی ہر صفحہ پر بین السطور حکومتی ایڈیشن کے جو صفحات لگائے ان میں اسی غلطی کو رہنے دیا۔ تاکہ حکومتی ایڈیشن اور اس ایڈیشن کا تقابل کیا جائے تو ابہام پیدا نہ ہو۔

۶...... حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا مرتب کردہ محضر نامہ میں مرزا قادیانی نے اپنی مقدس نبوت کے قلم سے مخالفین کو جو گالیاں دیں وہ درج تھیں۔ مولانا نے قادیانیوں کی جن جن کتابوں سے جمع کردہ قادیانی مغلظات کی فہرست دی ہم نے ہر ایک گالی کے آگے قادیانی کتابوں کے حوالے لگادیئے۔ آپ پڑھیں گے تو حیران رہ جائیں گے کہ الف سے یا تک کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں مرزا قادیانی نے گالی نہ دی ہو۔ یہ سب اعظم کا ''سب نامہ'' باحوالہ اس ایڈیشن میں موجود ہے۔ پڑھیں پھر سوچیں کہ مرزا قادیانی لکھنؤ کی بھٹیارنیوں سے بھی گالیوں میں نمبر لے گئے یا نہیں یہ فیصلہ قارئین فرمائیں گے۔

۷...... حکومتی ایڈیشن کو سامنے رکھ کر جہاں کہیں ترجمہ سرخیوں، حواشی اور حوالہ جات پر ہم نے کام کیا ہے۔ ان سب کو بین القوسین کردیا ہے۔ تاکہ اصل ایڈیشن سے یہ چیزیں ممتاز رہیں۔ متن میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی نہیں کی۔ یوں، یہ ایک ایسا ایڈیشن ہے۔ جو پہلے سے بالکل جدا بھی ہے اور ایک حرف کا بھی فرق نہیں۔

بایں ہمہ انسان خطاء کا پتلا ہے۔ کہیں غیرارادی طور پر کوئی سہو ہوا تو اعتراف قصور کے ساتھ گزارش ہے کہ اس کی اطلاع کر کے قارئین ممنون فرمائیں گے تصحیح کی جاسکے۔

۸..... حکومت کے شائع کردہ ایڈیشن کے ۲۱ حصے تھے جو ہم نے اس ایڈیشن کی پانچ جلدوں میں سمو دیئے۔ تفصیل یہ ہے۔

حکومتی ایڈیشن کا حصہ ۱، ۲، ۳ مکمل..... اس ایڈیشن کی جلد ۱ میں ہے۔

حکومتی ایڈیشن کا حصہ ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ مکمل..... اس ایڈیشن کی جلد ۲ میں ہے۔

حکومتی ایڈیشن کا حصہ ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ مکمل..... اس ایڈیشن کی جلد ۳ میں ہے۔

حکومتی ایڈیشن کا حصہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ مکمل..... اس ایڈیشن کی جلد ۴ میں ہے۔

حکومتی ایڈیشن کا حصہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ مکمل..... اس ایڈیشن کی جلد ۵ میں ہے۔

ہر جلد کے اوّل میں اس جلد میں شامل حصوں کی فہرست دے دی ہے۔

آخری جلد کے آخر میں مکمل پانچ جلدوں یعنی ۲۱ حصوں کی فہرست یکجا دے دی ہے۔

قادیانی حضرات کی کرم فرمائی کے نمونے

۱..... حکومتی سطح پر اس کاروائی کے اوپن ہوتے ہی قادیانیوں نے ایک کتاب شائع کی۔ ''خصوصی کمیٹی میں کیا گزری'' کتاب کیا ہے۔ تمسخر، بدکلامی، پھبتیوں کا مجموعہ مثلاً (۱) ''عقل سلیم سے عاری'' (۲) ''پرلے درجہ کی بے عقلی'' (۳) ''پوری اسمبلی اس معاملہ میں ناکام ہوئی'' (۴) ''ان..... کی قوت فیصلہ کو مفلوج کر دیا تھا'' (۵) ''مگر عقل وشعور اس کمیٹی میں (جملہ ممبران قومی اسمبلی) ایک جنس نایاب کی حیثیت رکھتی تھی'' (۶) ''جو کچھ کاروائی کے نام پر ہوا۔ وہ محض ایک ڈھونگ تھا'' یہ کلمات ممبران قومی اسمبلی کے لئے استعمال کئے گئے۔ یہ چھ جملے صرف نمونہ کے طور پر پیش کئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ کر لگتا ہے کہ حکومت کی طرف سے قومی اسمبلی کی کمیٹی کاروائی کیا شائع ہوئی گویا قادیانیت کے قدموں کے نیچے آگ کا تندور دہکا دیا گیا کہ وہ اب ننگی گالیوں اور بدزبانیوں پر اتر آئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت ان کے دل و دماغ کی کیا حالت بد ہے جو انہیں کسی کروٹ چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔

قادیانیوں نے زیادہ تر حوالہ جات پر دھوکہ دہی کی ہے۔ راقم نے جگہ جگہ بین القوسین (ان بریکٹ) اصل قادیانی کتب کے موجودہ ایڈیشن کے حوالہ جات لگا دیئے ہیں۔ قادیانیوں نے اس کتاب میں کیا کہا۔ اس کا نوٹس ہی نہیں لیا۔ حوالہ جات صحیح درج ہونے سے مختلف ایڈیشنوں کے صفحات سے وہ جو دجل کی بولی بولتے تھے وہ از خود بند ہوگئی۔ البتہ حواشی میں جواب آں غزل میں اس قادیانی کتاب کے مصنف، مرزا سلطان کو منہ لگائے بغیر فقیر نے مرزا ناصر کو کھری کھری سنانے میں کسی بخل سے کام نہیں لیا۔ قادیانی مصنف پوری اسمبلی کو عقل سے عاری، مفلوج، پرلے درجے کے بے عقل کہے اور ہم جواب میں مرزا ناصر کو کچھ سنا دیں تو قادیانیوں کو'' ہے یہ گنبد کی صدا، جیسے کہو ویسے سنو'' کا مراقبہ کر لینا چاہئے۔

۲..... پاکستان پیپلز پارٹی کا ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں قادیانی جماعت نے ساتھ دیا۔ سپورٹ کی، الیکشن مہم چلائی، مالی، جانی امداد کی۔ اس کتاب ''خصوصی کمیٹی میں کیا گزری'' مرزا ناصر احمد کا یہ قول نقل کیا۔ ''ہمیں خدا تعالیٰ کا یہ منشاء معلوم ہوتا تھا کہ کسی ایک پارٹی کو مستحکم بنایا جائے۔ چنانچہ ہم نے اپنی عقل سے..... پاکستان پیپلز پارٹی..... کو ووٹ دینا ملکی مفاد کے عین مطابق سمجھا۔''

قادیانی جماعت نے خدائی اشارہ کو جو اپنی عقل سے سمجھا وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حمایت کی شکل میں ظہور میں آیا۔ اب قادیانی عوام غور فرمائیں۔ خدائی اشارہ میں گڑبڑ ہوگئی یا مرزا ناصر کی عقل نے مار کھائی کہ جس جماعت کے متعلق خدائی اشارہ سمجھا تھا کہ اس کا ساتھ دو، اسی جماعت نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ یہ خدائی اشارہ تھا کہ جس کا نتیجہ غیر مسلم ہونے کی شکل میں بھگتنا پڑا؟!

۳..... اس قادیانی کتاب میں اس پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ کسی اسمبلی کو کسی کے مذہب کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہمارا صرف اتنا سوال ہے کہ آپ درخواست دے کر کیوں اسمبلی کی کاروائی کا حصہ بنے۔ اگر یہ بات بنیادی طور پر غلط تھی۔ تو تمہیں درخواست کر کے اس غلط کاروائی کا حصہ نہیں بننا چاہئے تھا۔ درخواست دے کر کاروائی کا حصہ بنے جب دیکھا کہ بات نہیں بنتی نظر آتی تو واویلا شروع کر دیا کہ اسمبلی کو اس فیصلہ کا حق نہیں۔ پھر جرح کے دوران مان بھی لیا کہ کون مسلمان ہے کون

نہیں۔ اس پر متعلقہ اتھارٹی کو فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔

قارئین کرام!

۱......اسمبلی کی کاروائی کے دوران میں ایک ممبر اسمبلی ایسا نہیں تھا جس نے ایک دفعہ بھی یہ کہا ہو کہ قادیانی مسلم ہیں ان کو غیر مسلم قرار نہ دیں۔ بلکہ تمام ممبران اسمبلی کا اس امر پر اتفاق تھا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ آزاد خیال، آزادانہ ماحول میں بحث سننے کے بعد تمام ممبران قومی اسمبلی متفق اللسان تھے کہ قادیانی کافر ہیں۔ ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا ناصر پر جو سوالات ہوئے مرزا ناصر نے جوابات میں جو جو گوہر فشانی کی اس کا نتیجہ پوری قادیانیت کے سامنے ہے۔

آپ کتاب پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح مرزا ناصر لا جواب ہوا، مبہوت ہوا، ششدر رہ گیا، جواب نہ دے سکا۔ چیئرمین نے رولنگ دی کہ گواہ جواب دینے سے کترا رہا ہے۔ انہیں کہنا پڑا کہ سوال کا جواب نہیں آیا۔ مرزا ناصر کو کئی مقامات پر کہنا پڑا کہ میں غلط سمجھا تھا۔ وہ میری غلطی تھی۔ میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ منظر دیکھ کر کتاب پڑھتے پڑھتے کئی مقامات پر میری طبیعت میں وجد کی کیفیت پیدا ہوئی۔ قارئین بھی ایسے ہی محسوس کریں گے۔ میں نے یہ چیزیں ارتجالاً عرض تو کر دیں مگر عمداً حوالہ نہیں دیا کہ آپ خود پڑھیں اور فقیر کی طرح حق کی فتح اور باطل کی ذلت آمیز شکست کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالائیں کہ کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا!

۲......قادیانی فرماتے تھے کہ اسمبلی کی کاروائی چھپ جائے تو آدھا پاکستان قادیانی بن جائے۔ ہمارے ایک وفد نے اب حال ہی میں قومی اسمبلی کے اس زمانہ کے سپیکر جناب فاروق علی خان سے انٹرویو لیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اب قادیانیوں سے کہیں ناں کہ وہ کاروائی چھپ گئی ہے آدھے ملک کو کیوں قادیانی نہیں بناتے۔ بتاؤ ناں! اب کیا رکاوٹ ہے؟ لیکن اس موقع پر فقیر درخواست گزار ہے کہ جو انصاف پسند قادیانی اسے محبت و بغض سے خالی ہو کر پڑھے وہ ضرور قادیانیت پر چار حرف ڈال کر حق کو قبول کرے گا۔ پڑھیئے کہ پڑھنے کی چیز ہے۔

۳......اس کاروائی میں آپ پڑھیں گے کہ جب ایک ممبر نے مرزا قادیانی کے متعلق کہا کہ مرزا صاحب نے فلاں جگہ یوں لکھا ہے تو دوسرا ممبر کھڑا ہو گیا اسمبلی کی کاروائی کے دوران، اسمبلی ہال میں کہ ”مرزا قادیانی......الحرام تھا“ یہ قومی اسمبلی کے ممبر جناب خواجہ محمد جمال کوریجہ کے الفاظ تھے۔ اتنی بڑی گالی لڑھکائی جو دوران مطالعہ آپ پڑھیں گے۔ اس کاروائی کا یہ حصہ ہے۔ ریکارڈ پر ہے میرے نزدیک مرزا ناصر کی جرح کے جوابات کا یہ اثر اسمبلی کے ممبران پر پڑا تھا جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس کاروائی کو پڑھ کر آدھا ملک قادیانی ہو جائے گا۔ میرا موقف یہ ہے کہ اس کاروائی کو پڑھنے کے بعد خود قادیانی قیادت اپنے عوام کے سامنے سے منہ چھپائے گی۔

۴......قادیانی قیادت اب بحث بند کرے۔ قیاس کے گھوڑے نہ دوڑائے۔ فریب کے چکر نہ دے۔ کتاب کو ہم نے شائع کر دیا ہے۔ وہ صرف اپنے عوام سے کہے کہ اس کتاب کا مکمل مطالعہ کریں۔ اپنے نصاب کا حصہ سمجھیں۔ یہی اپیل میں اپنے مسلمان بھائیوں سے کرتا ہوں۔ انشاء اللہ! جو بھی مطالعہ کرے گا اس کے سامنے پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ ہو جائے گا۔ مطالعہ شرط ہے۔

قارئین کرام! اتنے عرصہ کے بعد یہ کاروائی سامنے آئی ہے۔ جو سرکاری رپورٹ ہے۔ آفیشل ایک سرکاری ادارہ کی رپورٹ ہے۔ اس کو پڑھیں کہ میں اب آپ کے اور اس کتاب کے مطالعہ کے درمیان حائل نہیں رہنا چاہتا۔ پڑھیں اور اپنے بزرگوں کی محنت کی داد دیں کہ کس طرح منبر و محراب کی صداء کو حق تعالیٰ نے قومی اسمبلی میں بلند کرنے کا سامان پیدا کیا۔ فقیر کے خیال میں یہ سب ورفعنا لک ذکرک کا مشاہدہ ہے۔ تاکہ حق الیقین کا درجہ حاصل ہو۔ حق کو اللہ تعالیٰ نے سرخرو کیا۔ وتعز من تشاء! قادیانیت پسپا ہوئی۔ وتذل من تشاء! اور اسی منظر کو آپ اس کتاب میں دیکھیں گے۔

حرف آخر:

اس کتاب کی تیاری کے لئے جس جس دوست نے جتنا جتنا حصہ لیا وہ سب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ انہیں اجر عظیم نصیب فرمائیں۔ فقیر نے مرحلہ بمرحلہ سب کا تذکرہ کر دیا ہے۔ اگر کسی دوست کا تذکرہ ہونا رہ گیا ہو تو اللہ تعالیٰ خطاؤں کو معاف فرمانے والے ہیں۔ مجھے شکریہ ادا کرنا ہے اپنے مخدوم و مطاع حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، حضرت مولانا مفتی خالد محمود کراچی، حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کا کہ وہ گاہے بگاہے اس کتاب کی بابت پوچھتے رہے اور یوں فقیر کی ڈھارس بندھواتے رہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مقاصدِ نکاح اور اُس کی اہمیت

ابو محمد علوی

"ایجاب وقبول" کے مخصوص الفاظ کے ذریعہ مرد وعورت کے درمیان ایک خاص قسم کا دائمی تعلق اور رشتہ قائم کرنا نکاح کہلاتا ہے، جو دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے صرف دو لفظوں کی ادائیگی سے منعقد ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح کو عبادت کا درجہ دیا۔ تمام مذاہب میں اس کو حلال قرار دیا۔ قرآن مجید میں اور اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جابجا نکاح کے لئے اپنے بندوں کو ترغیب دی۔

نکاح کے بہت زیادہ فضائل وفوائد ہیں، بطور "مشتے نمونہ از خروارے" کچھ یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

نکاح کے دنیوی واُخروی فضائل

۱...... نکاح سنتِ انبیاء ہے:

ترجمہ: "حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں انبیاء کرام (علیہم السلام) کی سنت میں سے ہیں: حیاء، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح۔" (ترمذی، ج:۱، ص:۲۰۶)

۲...... بے نکاح مرد اور بے نکاح عورت محتاج اور مسکین ہے:

"ابن ابی نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر چہ وہ بہت مال والا ہو تب بھی وہ مسکین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگر چہ وہ بہت مال والا ہو، پھر فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو، لوگوں نے عرض کیا: اگر چہ بہت مالدار ہو تب بھی وہ مسکین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگر چہ مال والی ہو۔" (مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۳۲۸، بحوالہ معجم طبرانی اوسط)

نکاح کرنے سے دین اور دنیا کے بہت سے کام درست ہوجاتے ہیں اور مال کا جو مقصود اصلی ہے، یعنی راحت اور بے فکری، وہ اس مرد کو نصیب نہیں ہوتی، جس کی بیوی نہ ہو اور اس عورت کو بھی یہ راحت وآرام نصیب نہیں ہوتا، جس کا خاوند نہ ہو۔ اس لیے مال ہونے کے باوجود شادی نہ کرنے والے مرد وعورت کو اس حدیث میں مسکین کہا گیا ہے۔

۳...... نکاح شرمگاہ کے گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اے جوانو! تمہیں نکاح کرلینا چاہیے، کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکانے والا اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے۔" (ترمذی، ج:۱، ص:۲۰۶)

بیشتر وہ لوگ جو نکاح کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی نکاح نہیں کرتے، ان کے ذہن میں ہمیشہ زناکاری کا لاوا پکتا رہتا ہے اور زنا انسان کو یقینی طور پر ایمان سے کوسوں دور لے جاتا ہے۔ اب جو مسلمان شادی نہیں کرتا، وہ درحقیقت اپنے دین کو بھی داؤ پر لگانا چاہتا ہے۔ نکاح کے ذریعہ ان سب مسئلوں سے نجات ہے۔ اور اگر واقعی کوئی مجبوری ہے اور اصل تدبیر "نکاح" پر عمل نہیں کرسکتا تو پھر یہ علاج ہے جو حدیث شریف میں بیان ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے بدل یعنی "روزے" کو اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا، کیونکہ روزے سے نفسانی شہوت ٹوٹ جاتی ہے۔

۴...... بے نکاح آدمی شیطان کا بھائی اور آلۂ کار ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکافؓ (ایک صحابی کا نام ہے) سے فرمایا: اے عکاف! کیا تیری بیوی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور تو مال والا، وسعت والا ہے؟ عرض کیا: ہاں! میں مال اور وسعت والا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس حالت میں تو شیطان کے بھائیوں میں سے ہے، اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو ان کا راہب ہوتا۔ بلاشبہ نکاح کرنا ہمارا طریقہ ہے، تم میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو بے نکاح ہیں اور مرنے والوں میں سب سے بدتر وہ ہیں جو بے نکاح ہیں، کیا تم شیطان سے

لگاؤ رکھتے ہو؟ شیطان کے پاس عورتوں سے زیادہ کوئی ہتھیار نہیں، جو صالحین کے لئے کارگر ہو۔ مگر جو لوگ نکاح کیے ہوئے ہیں، یہ لوگ بالکل مطہر ہیں اور فحش سے بری ہیں اور فرمایا: اے عکاف! تیرا برا ہو، نکاح کرلے، ورنہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگا۔

(مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۳۲۵)

۵...... بے نکاح کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں:

ترجمہ: ”جو شخص نکاح کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود نکاح نہ کرے، وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں)۔“ (مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۳۲۷)

نکاح نہ کرنا مسلمانوں کا شعار نہیں، بلکہ نصاریٰ کا طریقہ ہے، کیونکہ وہ نکاح نہ کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ عذر نہ ہونے کے باوجود نکاح نہ کرنا اور اُسے عبادت یا فضیلت سمجھنا رہبانیت کے زمرہ میں آتا ہے، جو اسلام میں جائز نہیں ہے۔

۶...... بے نکاح کا حضور ﷺ سے کوئی تعلق نہیں:

حدیث میں ہے کہ تین صحابیؓ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن میں سے ایک زوجہ مطہرہؓ کے گھر تشریف لائے اور آپؐ کے احوال کے بارے میں معلوم کیا، جب ان کے سامنے آپ کی عبادات کے احوال کو بیان کیا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو کچھ کم خیال کیا، پھر کہنے لگے: ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ آپؐ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔ اب تینوں میں سے ایک نے کہا: میں تو اب ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں تو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں تو کبھی شادی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگہداشت کرنے والا ہوں، مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور پھر آپؐ نے فرمایا:

”وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني“۔

”میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“ (بخاری، ج:۲، ص:۷۵۸،۷۵۷)

غور کیجئے! جب صحابہؓ نے انسانی فطرت سے ہٹ کر الگ راستہ اختیار کرنا چاہا تو آپؐ نے غصہ کا اظہار فرمایا۔ جس چیز کو وہ نیکی سمجھ رہے تھے، آپؐ نے انہیں بتایا کہ اس عمل سے وہ اسلام سے قریب نہیں، بلکہ دور ہوں گے، شیطان کے وسوسوں میں الجھ کر تکلیف اٹھائیں گے، جنسی شہوت سے جنگ میں خود کو الجھائے رکھیں گے، یہ کنوارا ہونا ان کے لئے بے حد تلخ ہوگا، جس کی شدت اور گناہ سے کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

۷...... نکاح کرنا آپ ﷺ کا طریقہ اور سنت ہے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”من أحب فطرتي فليستن بسنتي ومن سنتي النكاح“۔

(مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۳۲۷)

ترجمہ:...... ”جو میری فطرت سے محبت رکھتا ہے، وہ میری سنت پر عمل کرے اور میری سنت میں سے نکاح بھی ہے۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ”اگر میری زندگی کے صرف دس روز رہ جائیں، تب بھی میں شادی کرلینا پسند کروں گا، تاکہ غیر شادی شدہ حالت میں خدا کو منہ نہ دکھاؤں۔“ (تحفۃ العروس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”نکاح کرلو، کیونکہ ازدواجی زندگی کا ایک دن غیر شادی شدہ زندگی کے اتنے اتنے برسوں کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے۔“ (تحفۃ العروس)

نکاح کے مقاصد وفوائد

مقصد نمبر:۱...... نکاح عبادت ہے:

نکاح بذاتِ خود اطاعت اور عبادت ہے، اور نفل عبادت سے افضل ہے۔

مقصد نمبر:۲...... تقویٰ کا حصول:

نکاح کا ایک بڑا مقصد پرہیزگاری اور تقویٰ ہے۔

مقصد نمبر:۳...... جنسی تسکین کا ذریعہ:

فطری طور پر مرد وعورت کے اندر جنسی خواہشات رکھی گئی ہیں، لذت ایک ایسی شئے ہے جس کا طالب نہ صرف انسان ہے، بلکہ ہر حیوان اس کا طالب ہے۔ وہ بذات خود قابل مذمت چیز نہیں ہے، قابل مذمت وہ اس وقت قرار پاتی ہے جب اس کا غلط استعمال کیا جائے اور امور خیر کو ترک کرکے ناروا مقامات کو اس کے استعمال کے لئے منتخب کیا جائے۔ اس فطری جذبے کو پورا کرنے کا حلال راستہ یہی نکاح ہے۔ نکاح چھوڑنے سے کئی فتنوں میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ رہتا ہے۔ قدرتی طور پر انسان کے اندر جو شہوت کا مادہ ہے، یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر نکاح نہ ہو تو ناجائز طریقے سے یہ تقاضا پورا کرنے کی طرف میلان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حرام سے بچنے کے لئے یہ حلال راستہ رکھا ہے۔

مقصد نمبر:۴...... اولاد کا حصول:

اولاد کا طلب کرنا بھی نکاح کے مقاصد میں سے ہے، نسل انسانی کی بقا بھی اسی سے ممکن ہے۔ اس مقصد کے حصول پر حدیث میں بڑی تاکید آئی ہے کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہوں۔

مقصد نمبر:۵...امت محمدیہ کے افراد میں اضافہ:

امت محمدیہ کے افراد کا زیادہ ہونا بھی ایک اہم مقصد ہے، جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمنا فرمائی، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ: میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اسی طرح قومی طاقت اور توانائی کا دارومدار کثرتِ آبادی اور ان کی مادی اور اندرونی قوت پر منحصر ہے۔

مقصد نمبر:۶......آرام وراحت کا حصول:

نکاح کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ سکون وآرام اور راحت کا ذریعہ ہے، جی بہلانے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً“ (الروم:۲۱)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے جوڑے بنائے، تاکہ تم ان سے آرام پکڑو اور تم میں محبت اور نرمی رکھ دی“۔

مقصد نمبر:۷......طبی طور پر جسمانی امراض سے بچاؤ:

نکاح کئی بیماریوں اور امراض سے بچاؤ کا بھی ذریعہ ہے۔ نکاح نہ کرنے والے مادہ منویہ روکنے کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں، کیونکہ انسان کا یہ مادہ جب کافی عرصہ تک بند رہتا ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ تک چڑھ جاتا ہے، اور بسا اوقات انہیں مالیخولیا کا مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

نیویارک مینٹل ہاسپٹل کے میڈیکل انچارج ڈاکٹر ہاولبرگ کہتے ہیں:

”مینٹل ہاسپٹل میں عام طور پر مریض اس تناسب سے داخل ہوتے ہیں کہ ان میں ایک شادی شدہ ہوتا ہے تو چار غیر شادی شدہ ہوتے ہیں۔“ (تحفۃ العروس)

برٹلن کے ترتیب دیئے ہوئے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ جوڑوں کی نسبت غیر شادی شدہ کہیں زیادہ خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں، جبکہ اکثر شادی شدہ افراد کی دماغی اور اخلاقی حالت نہایت متوازن اور ٹھوس ہوتی ہے، ان کی زندگی میں ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ اور جیسا کجرو اور سوداوی مزاج بہت سارے بن بیاہے نوجوانوں کا ہوتا ہے، شادی شدہ جوڑوں میں اُس طرح نہیں پایا جاتا۔ نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ شادی شدہ خواتین ہر چند کہ بچہ جننے، ماں بننے اور خانہ داری اور ازدواجی زندگی، غرض زندگی کے بے شمار مسائل میں گھری ہوتی ہیں، پھر بھی دوسری غیر شادی شدہ عورتوں کے مقابلہ میں ان کی عمریں خاصی طویل ہوتی ہیں اور وہ ان کے مقابلہ میں زیادہ مطمئن اور خوش ہوتی ہیں۔ ☆☆☆

گستاخی انبیاء کرام پر مشتمل ”دی میسج“ کی نشریات بند کی جائیں: سہ ماہی اجلاس میں علماء کرام کا مطالبہ

ملتان.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام حسین، جھنگ، حافظ محمد ثاقب نے کی۔ اجلاس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، کراچی، مولانا توصیف احمد، حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی، میرپورخاص، مولانا تجمل حسین، نوابشاہ، مولانا مختار احمد، تھرپارکر، مولانا محمد حسین ناصر، سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، رحیم یارخان، مولانا محمد اسحاق ساقی، بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی، بہاول نگر، مولانا عبدالحکیم، ساہیوال، مولانا عبدالستار گورمانی، خانیوال، مولانا غلام حسین، جھنگ، مولانا عبدالرشید غازی، فیصل آباد، مولانا غلام مصطفی، چناب نگر، مولانا ریاض احمد، شیخوپورہ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، لاہور، مولانا عبدالرزاق، اوکاڑہ، مولانا محمد خالد عابد، سرگودھا، مولانا زاہد وسیم، راولپنڈی، مولانا عبدالستار حیدری، لیہ، مولانا محمد اقبال، ڈیرہ غازیخان، مولانا قاضی عبدالخالق، مظفرگڑھ، مولانا فقیر اللہ اختر، سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی، گوجرانوالہ، مولانا خبیب احمد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد اسلم، خوشاب، مولانا محمد یونس، کوئٹہ سمیت کئی ایک علماء کرام نے شرکت کی۔

اجلاس میں ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں یکم رستمبر سے ۱۰ رستمبر سے عشرہ ختم نبوت منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ طے ہوا کہ یکم ستمبر بہاولپور، ۵ رستمبر جامعہ اشرفیہ لاہور، ۶ رستمبر کوہاٹ، ۷ رستمبر پشاور اور مردان میں بڑے بڑے اجتماعات اور ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ جب کہ علاقائی سطح پر ہر اہم شہر میں اجتماعات، سیمینارز، کانفرنسیں، جلسے منعقد کیے جائیں گے۔ چناب نگر سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۲۴، ۲۵ راکتوبر کو منعقد ہوگی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کو شرکت کی دعوت دے گی۔

اجلاس میں ”دی میسج“ فلم کے ”جیو“ پر نشر ہونے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے جیو انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ گستاخی انبیاء کرام پر مشتمل اس فلم کو بند کیا جائے۔ سہ ماہی ختم نبوت کورس آج ۱۱ رشوال المکرم مطابق ۱۹ راگست صبح ۹ بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کی دعا سے شروع کیا جائے گا۔ کورس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے سالانہ امتحان میں جید جید آنے والوں کو ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت پر تربیت دی جائے گی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد قاسم رحمانی تدریس کے فرائض سرانجام دیں گے۔ لاکھوں روپے خرچ کرکے قومی اسمبلی کے فیصلہ ۱۹۷۴ء کو انٹرنیٹ سے لے کر شائع کرنے کی توثیق کی گئی۔ جو چند روز میں دفتر مرکزیہ سے دستیاب ہوگی۔ اجلاس مولانا غلام حسین کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

فرما گئے یہ ہادیٔ لا نبی بعدی

تمہارا ختم نبوت زندہ باد

اسلام زندہ باد

عالم اسلام کی عظیم تاریخی فتح

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت نے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے پیروکاروں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس تاریخ ساز فیصلے کی یاد میں

یوم ختم نبوت

حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

ختم نبوۃ کانفرنس

دوسری سالانہ عظیم الشان

6 ستمبر 2013

بروز جمعۃ المبارک

صبح 10 بجے

بمقام مرکزی جامع مسجد شہید اسلام (لال مسجد) اسلام آباد

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی، سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

زیر نگرانی

یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب دامت برکاتہم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عبدالرؤف

عبدالعزیز

مولانا محمد طیب

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکان نمبر 53 گلی نمبر 49 G-6-1/3 اسلام آباد

051-2829186
0300-7550481
0334-5082180